

(افسانہ قریبی)

دوستی کی سچی چوکی

”خان بابا! رہنے دیں۔ یہ اب اسٹارٹ نہیں ہوگی۔“

”تھمبر جاؤ بیٹا! میں اچھی طرح چیک کر لیتا ہوں۔“
پندرہ منٹ کی کوٹھش رائیگاں کے بعد بھی خان بابا بہت بار نے کو تیار نہ تھے۔

”بیٹری ڈاؤن ہو گئی ہے۔ اب بھلا چیک کرنے سے بھی کیا ہو گا۔“ وہ بے زار ہوتے ہوئے بولے۔

اسلام آباد کی شیم صبح اسے پیدل ہی مارچ کرنے کی دعوت دے رہی تھی مگر خان بابا اتنی آسانی سے اس کی خواہش بھلا کہاں پوری ہونے دیتے۔ سو وہ چپ ہو کر بل کھاتی ٹرک کے کنارے کھڑے فلک بوس درختوں کو دپسی سے دیکھنے لگی۔

دس منٹ بعد بالآخر اس نے بھی ہار مان لی اور پونٹ کو تاسف سے دیکھتے اس کے پاس چلے آئے عورت وار سے ٹیک لگائے ارد گرد کے حسین ماحول میں گم تھی۔
”یہ تو بیٹری واقعی ڈاؤن ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس میں کافی وقت لگ جائے گا۔“ خان بابا بولے تو وہ چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوئی۔

”جی ہاں۔ لہذا اب گاڑی سے جانے کا خیال ہمیں ترک کر دینا چاہیے۔“ مسرت دبا کر اس نے بظاہر بڑی سنجیدگی سے کہا۔

”ہوں۔“ وہ پُر خیال لہجے میں بولے۔ ”آپ ادھر تھوڑا انتظار کرو بیٹا میں سواری کا انتظام کرتا ہوں۔“



تھے ہر قوم کی امت میں حد تک دشمنی ہو رہا تھا۔ یہاں
 گو کے ستونوں سے چھوڑ دیں لیکن ایسی نہیں کوڑا جڑی
 پیکل کی شرافت تھی پر دافن سن و لاس کے نام کے
 سے جنگ کا رہے تھے۔ ہر وجہ سے ہرے نہیں گھاں الا
 کشادہ لان اس کی نظر سے حاصل تھا۔
 جنگ کو منسوب کیے تھا اور ایک جنگ کو دیوار پر
 ہاتھ جادے۔ ایک پر دیوار پر تھوڑی کھا اور دوسرے
 کو دیوار پر دیوار کی اس جانب لڑا لڑا لڑے ہوئے
 دوسرے سے لڑے کہ گھاں پر لینڈ کر لی تھی
 مگر کیا کیا؟۔ دونوں ہاتھ زمین پر لڑے اس کی
 نظریں دو دروازہ پر دیوار پر چھوڑیں
 اگر کچھ جان ہوئے تو غیر نہیں بل تو جلال
 تو کا دور دے ہوئے نظر انسانی مجھانے
 میں عجیب شخص کو دیکھ کر اعتماد و دہرہ ملی ہو گیا۔
 وہ شخص اپنے ہاتھ سے تیرائی اور تیرائی سے
 اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ قدرے سکرائی اور ہاتھ اڑا
 کر کھڑی ہوئی۔
 اس کی سلیکٹ موصوف کے چہرے کے تیروں
 کو مزید کھلا کر تھی تھی۔
 ہلو اس نے ہونٹ صلیب سے ہوئے دو باہ
 اڑے ہوئے حاس کال کرنے کی کوشش کی۔
 "آپ کو ان پر تیرا اور دیکھنا لڑی کی ہیں؟ وہ
 فیصلے نہیں میں پوچھ رہا تھا۔
 "میں کوئی ہوں؟ تیری دشمنیات کی لڑی سے
 اس نے بڑی تیرائی سے اشارہ کیا اور گردن گھما کر
 ارد گرد سے دیکھا جیسے وہ کسی دوسرے قاضی ہو
 "ہم آپ سے پوچھ رہا ہوں مگر۔ آپ کو
 ہیں؟۔ وہ دوبارہ بڑی خوش تر سے منہ پر ہوا تو وہ
 مزید خوش ہو گئی۔
 "خاصا فیصلہ جواب ہے اس سوال کا۔ لان
 پیر پر ہاں ایک ڈالنے ہوئے اس نے خود کی کا
 لبادہ اڑھایا۔ آپ کو معلوم ہے کہ ایک مرتبہ قلیل
 جرات سے کسی سے پوچھا تھا کہ لڑے یا نہ لڑے
 لا جواب ہو گیا تھا۔ جیسا تھا فلا فلا فلا سراسر پیل کو
 پوچھ دیکھنا تو جیسا میں آپ کو کیا بتا رہی ہوں؟
 شوق اس کا انھوں سے جھک کر رہی تھی۔

سعدان نے حیرت اور تشویش کے لیے طے
 تاثرات سے سرتا ہوا گھورا۔ جو بلند چھوٹوں
 سے ذرا اونچی ایک کی شرف میں بلوس پر دیوار کو چکر
 میں کودے وہ اسی لڑائی سے ایک شخص نے گوال
 رہی تھی۔ بڑوں۔ ہاں کو اس کا رت سے ہاتھ
 تھا مگر اسے شریف لڑائی اور دوسرے کا طواف کڑی
 تھیں۔
 "دیکھو لڑائی تم اس فضول کی لڑائی کو کرنا
 فورا بتاؤ کہ تم کہاں سے غرض سے آئی ہو تمہارا مقصد
 کیا ہے؟ اس کی شرافت ہمیں بڑوں انھوں میں
 غرض سے دیکھتے ہوئے وہ غرا یا تو وہ بلے خیر تیرائی
 چلی گئی۔
 یوں ہی کی ایک دیوار پر ہاتھ کرانے والی لڑکی
 اس کے کھیلوں سے تشویش میں کھتی ہے کہ وہ سوچ
 بھی نہیں سکتا تھا انداز بڑی عورت اور دیکھی سے
 بولتا تھا نہیں نگاہوں سے گھورنے کا بھی آخر
 تھا اس پر۔
 "اسباب اس کی تیری ہی سے اشتعال
 دلائی تو وہ تیرے لیے میں سوچ رہا۔
 "کہاؤ کہ اس کی تیری کو تھان کی گرفت کا ڈرنے
 پر ایک لگا دیا بڑی ناگواری سے دیکھا: آپ کو
 لڑائی سے ہاتھ کر کے کا سلیق نہیں آتا؟ کسی نے
 آہنگ آپ کو اتنے تیر نہیں سکھائے کہ لڑوں سے
 کیے قلاب پوچھا جائے؟ چونکہ میں اس کے اندر
 کی مندری اور شریف لڑائی میں رہا رہتی تھی۔
 سعدان کو لڑا سالی کوئی لڑائی کسی اور کے نہیں
 اگر اس قدر اعتماد اور شرف سے مظاہرہ کر رہی ہیں
 سکتی تھی جیسا سے دیا اور کدو سے ہوئے بھی لڑنے
 ہاتھوں پر کڑی ہو۔
 "دیکھو لڑائی؟ تم ٹھیک رہتے سے اپنا تعاقب کرنا
 درہ میں اپنی خاندان کو طے کر کے پر مجبور ہو جانا؟
 اس سے پہلے اپنے تیرے کو کدو کرنا۔
 "تو دیکھ کہ آپ سب کو طوائف میں نظر آکر
 لیتی ہوں؟ وہ دھم سے کڑی پڑ گئے ہوئے مگر
 سے لڑی۔
 اور اس سے پہلے کہ سعدان کوئی سوال کرتا تھا

کے آن شرمن اسے دیکھ کر خوشگوار آج رہا تھی۔
 "تیری؟ وہ دو گرا سے کھانے کا موقع دینے شرمن
 اس سے پہلے چلی گئی سعدان نے چند تیرائی سے
 ان دونوں کو لڑا ایک دوسرے سے دالہا ناغرا
 لے دیکھتے ہیں مدد لینا بد ملاقات ہوئی ہو۔
 "ہاں؟ تیرے تیر نہیں آ رہا ہے؟ شرمن کی بے
 تیرائی اور اپنا قطعہ روچ کو چھوڑا تھا۔
 "مگر تم کہ آئیں۔ بل میں نہیں کہیں۔ یہاں
 کیوں نہیں ہو؟ ایک سانس میں ہی سوال کر کے وہ
 اس کی طرف دیکھنے لگی۔
 "وہ نہیں؟ اس نے شرارت سے ہنسیہ کھڑے
 سعدان کی طرف دیکھا اور سٹی۔
 "ارے یہ کیا کھڑے ہو تو لڑائی سے؟ شرمن
 نے سعدان پر سے لڑا شکار اٹھا فیث کو دیکھا تو
 بیان ہو کر پڑی۔
 "وہ کیلے؟ تیر کرنا؟ اس نے غمناک سے
 دیکھی تے ہوئے کھانا چاہا اور دیوار کی طرف اشارہ کر
 دیا جس پر اس کے چکر زکے نشان بنے ہوئے تھے۔
 "کیا؟ شرمن بیچ کر لڑی تیر کر چکا ہوں؟ جو کہ
 تیرے دیوار گرا سکتی ہے؟ شرمن کی کھانوں
 ریت سے دوبارہ لڑائی کی سیکڑا تھا تو اسے بھی
 انداز تھا کہ کڑی سب کچھ سکتی ہے۔
 "ہاں ہنگو افہ اڑ رہی کہ۔
 "مالی گاؤ؟ شرمن نے انھوں میں تعام کیا۔ او
 جو دیوار اس کو پتہ چل گیا تو پھر خود ہی پتہ لگان
 کے غصے سے۔
 "اوہ تو وہ گھراگئی؟ پلڑے شرمن تو ان سے
 پھر دیکھا۔ اور آپ بھی؟ وہ سعدان کی طرف متوجہ ہوئی۔
 "جی؟ وہ تیر گئی ہے؟ ہولا۔
 "آپ بھی پلڑے ڈاکی جان کو نہ تیرا تے کا کریں
 نے۔
 "کرش لڑائی کی تھی؟ شرمن اسے غصہ دیکھ
 کر سکائی۔ پھر مجھ کو کدو لڑی؟ اوہ تو لڑا
 کا تو میں بھول گئی تھی؟ میرے خیال زار
 سعدان کو لڑی نہیں اور سعدان بھائی کی تیری سوچ
 گرا رہی ہے؟ شرمن نے غمناک سے اسے ساتھ

لگا یا۔
 "ہلو سعدان کو لڑی کو سنا کھانا پڑا۔
 "ہلو میرا نام آرش تائیں جن سے اس نے
 اپنا مر رہی ہاتھ سعدان کی طرف دیکھا تے ہوئے لڑائی
 تے کیا۔
 "سعدان نے چند تیرائی اس کی انھوں میں دیکھا
 اور دوسرے سے اس کا ہاتھ تھام کر حیرت دیا۔
 "ہلو اب اندر بھیلو۔ سب سب کچھ کرنا
 ہوں گے؟ تم نے تو اگلے کھانے کا وعدہ کیا تھا؟
 شرمن نے قدم اٹھائے۔

پاک و ہند میں کسان قبول و معروف نام
خمار بارہ بنگوی
 کے غزلوں کا مجموعہ
آہنگِ خمار
 شائع ہو گیا ہے
 37 اردو بازار کراچی
 نمبر 214361
 نوٹ: (1) ہادی 150 روپے میں آؤ بھجوانے پر
 بیکنگ اور ڈاک خرچ پتہ زادارہ

"ہاں میں بابا کو اچانک ہڈی کا ٹپڑا دو وقت میں
 کے ساتھ ساتھ تھپتھپتے ہوئے بولی اور کھنکھار کر کے
 کہتے آگے سے باہر دو گارہ اس کے گوش گزار
 کردی جو کھیل دایلم پر لوٹنے کے باعث ان کے پیچھے
 اندر آتے ہوئے سمان کے بھی من اور بے اختیار
 ہی مسکراتے اس کے ہول پر بھل گئی۔
 سب لوگ ڈانٹک بالڈ میں تھے سمان اندر
 آیا تو اندر کھڑے دو گھبراہٹ سے تھپتھپتے ہوئے سمان
 تھا۔ دای جان اپنی کو والہ انداز میں چپکے
 اسے پار کر دی تھیں۔ ناخوشگانی میں من لوٹنے
 دھننے سے تھپتے دے رہی تھی۔ بارے کے سر پر بھی
 شرمین والای عورت کا شرم کا رخ تھا۔ آخروہ بھی تو
 آتش کا رکاوٹ تھا۔ شرمین اور وہ خوب ہی اس
 اڑیں اور خوب ہی اس سے کالہ بھی چھٹی تھیں
 کی حجاب اور شرمین کی سکر لہے تھے۔ ظاہر ظاہر
 اخبار پڑھنے میں صرف اوشاکار کو بھگتے نظر آتے تھے
 اسے لاؤ کرنا دیکھتا اوشاکار دوبارہ دھانے میں
 گم ہوتا۔ بغیر اخبار چائے اسے اختر جڑ بھڑکتا
 تھا۔
 آخر تھیں اس کے اجازت مل گئی تھیں۔ باہر سے
 اسے پھرا۔
 "میں کیا ہوں۔ اسلام آباد کے زمین و مہر اور خوب
 منگوں نے مجھے صدارتی تو سنبھال لی۔ وہ حقیقی
 خوشی ہے جبکہ رہی تھی۔
 "عوامی نام جسے نہیں کیا ہو پڑے۔ فوس کی
 بات ہے۔ "عمر کے سلاخی نظر پر اس پر حاکم
 "نہیں۔ یہی میرا مطلب تو وہ وہ توڑا۔
 "ارے سبھی رستہ وہ میری بھی تو ننگا نہ کرو۔
 دای جان اس کے برداشت اس کی حمایت۔ وہ کھلکا
 دی سمان نے کسی سنبھال لی۔
 "وہ لے بیاتہ کی کیسے ہو۔" معافی چاہا کنوینال
 آیا۔
 "جی وہ۔ خان بابا کے ساتھ وہ الگ الگ کی شوق کے
 جیسے پہچان ہو یا ان کے سبب سمان نے سمان کے
 نظر ان دونوں پر ڈال کر بیانے کا کب تمام کیا۔
 "خان بابا کہاں ہیں؟" باہر سے ان دونوں کے پہر

ساتھ انصاف کرتی رہی۔
 "جی نہیں۔ میں انصاف فیصلے کام نہیں کرتی۔ باس
 نے خود سراٹھ کرنا کھنکھار کر چاہتے ہوئے کہا۔ آخر
 آج بھی تو بارے کی بھائی میں نا۔ کیسے دیکھ کر
 رہا کر سکتے ہیں۔
 "ارے بابا تم تو ذرا اس کا پتہ لیا جانی
 ہو۔ میں تو تو نہیں جانتا۔ ظاہر میں تو کوئے
 پر لگ کر گیا۔" جی ہاں۔ وہ نے دونوں بعد چائے پر
 خانے پر شریف آوری ہوئی ہے۔ تہا کی کھانہ
 ہو کر کھانا کھانے کے بعد سے شرمین کی
 جیسے اس نے نور اکبر کر کے ہوئے عقل کے
 ہر کارے دوڑے شروع کر دیے۔
 "ارے بابا۔ میں نے سنا ہے کہ یہاں کی سب
 سے بڑی طرف بدلی میں نا۔ اس کے لیے خیال
 آتے ہی اس کی انکھیں جھپک جھپک میں دیکھتی ہیں۔
 "جی نہیں۔ میں اس پر کبھی نہیں دیکھتا۔
 اس نے فوراً بڑے شرمین لانے کی باتیں کر دی
 ظاہر اور بارے جانے کے لیے کہنا کو بارے
 شیر لانے کے ہی متعارف تھا۔
 "ہرگز نہیں۔ وہ فوراً کھڑا ہوا۔
 "کیوں نہیں؟ وہ جی تو میری سے بولی۔
 "کوئی اور فرمائش کر لو گے چار کے کہا۔
 "تو میرے میں آپ سے کر سکتے تھے۔ وہ ہاتھ
 اٹھا کر وارنگ دینے کے انداز میں بولی۔ دای
 اس کے لیے حیرت کا موقع ملنے ہی اس کی بات
 کی تائید کی۔
 "جی جانا ظاہر یہاں بہن اسے دونوں بعد لگتی ہے
 پڑے میں سے فرائض کی ہے۔ نا۔ مالوت۔ وہ حقیقی
 بیچوں میں اس کو بھرتے ہیں۔ وہ لاؤ گے ملکی۔
 "ارے سکرانے میں بھی بارے۔ ظاہر نے
 ہاتھ اٹھا کر دیکھ کر دیکھ کر چپکے کہا تو اس نے بھی اعلان
 بناتے والے انداز میں ہار لی۔
 "جی ہاں۔ وہ پھر یہی ہے۔ سمان جواب تک
 خان سے ان کی تنگدستی نا تھا۔ بالآخر خوں ہی
 پڑا مادہ کوئی اور کہاں لے بیٹھے۔ آخر شرمین تک
 کر کے دیکھا۔ ایک دو دن سنا اس کے چہرے
 کا حصار کر گیا۔ آخر کو آج اس نے دای جان
 دیکھا۔
 "جی ہاں۔ میں انصاف فیصلے کام نہیں کرتی۔ باس
 نے خود سراٹھ کرنا کھنکھار کر چاہتے ہوئے کہا۔ آخر
 آج بھی تو بارے کی بھائی میں نا۔ کیسے دیکھ کر
 رہا کر سکتے ہیں۔
 "ارے بابا تم تو ذرا اس کا پتہ لیا جانی
 ہو۔ میں تو تو نہیں جانتا۔ ظاہر میں تو کوئے
 پر لگ کر گیا۔" جی ہاں۔ وہ نے دونوں بعد چائے پر
 خانے پر شریف آوری ہوئی ہے۔ تہا کی کھانہ
 ہو کر کھانا کھانے کے بعد سے شرمین کی
 جیسے اس نے نور اکبر کر کے ہوئے عقل کے
 ہر کارے دوڑے شروع کر دیے۔
 "ارے بابا۔ میں نے سنا ہے کہ یہاں کی سب
 سے بڑی طرف بدلی میں نا۔ اس کے لیے خیال
 آتے ہی اس کی انکھیں جھپک جھپک میں دیکھتی ہیں۔
 "جی نہیں۔ میں اس پر کبھی نہیں دیکھتا۔
 اس نے فوراً بڑے شرمین لانے کی باتیں کر دی
 ظاہر اور بارے جانے کے لیے کہنا کو بارے
 شیر لانے کے ہی متعارف تھا۔
 "ہرگز نہیں۔ وہ فوراً کھڑا ہوا۔
 "کیوں نہیں؟ وہ جی تو میری سے بولی۔
 "کوئی اور فرمائش کر لو گے چار کے کہا۔
 "تو میرے میں آپ سے کر سکتے تھے۔ وہ ہاتھ
 اٹھا کر وارنگ دینے کے انداز میں بولی۔ دای
 اس کے لیے حیرت کا موقع ملنے ہی اس کی بات
 کی تائید کی۔
 "جی جانا ظاہر یہاں بہن اسے دونوں بعد لگتی ہے
 پڑے میں سے فرائض کی ہے۔ نا۔ مالوت۔ وہ حقیقی
 بیچوں میں اس کو بھرتے ہیں۔ وہ لاؤ گے ملکی۔
 "ارے سکرانے میں بھی بارے۔ ظاہر نے
 ہاتھ اٹھا کر دیکھ کر دیکھ کر چپکے کہا تو اس نے بھی اعلان
 بناتے والے انداز میں ہار لی۔
 "جی ہاں۔ وہ پھر یہی ہے۔ سمان جواب تک
 خان سے ان کی تنگدستی نا تھا۔ بالآخر خوں ہی
 پڑا مادہ کوئی اور کہاں لے بیٹھے۔ آخر شرمین تک
 کر کے دیکھا۔ ایک دو دن سنا اس کے چہرے
 کا حصار کر گیا۔ آخر کو آج اس نے دای جان
 دیکھا۔

ہو گیا تھا۔

اس لیے کہیں دے رہی ہوں اس کا انداز
سادہ تھا۔
مگر بچے یوں پر کسی سے تھے ٹوڑنے کی حالت
نہیں یہ وہ بچہ نہ تھوڑا بچہ۔
تو میں کوئی ہار کر ہی تو نہیں میں عزیز اور
شریف کی عزتوں ہوں اور اپنے ان کے گزرا ہوا
لحاظ سے ہر واقعہ کو تو رحمانا دلیے میں غصے سے
دلیے میں شفق کو ٹھکرا رہی تھیں اس لئے رحمان
کے بکر اور اکر کیا۔

اب آپ بھی یہاں ہیں اور میری ہم آچھے
دوست ہیں تھے ہیں اور میری طرف سے یہ بات کہہ
اس سے ہاتھ آگے بڑھایا یوں بھی کسی سے مختلف نہ
کہا ہے کہ غصے کو بڑھاتی ہے وہ جی کی بنا ہو
بچہ وہ وہ تو کسی کے بارے میں بے لگ تبصرہ کرتے
ہوئے بڑی تین لک رہی تھی۔
سلمان متاخر ہوئے بنا زہر کا اور مسکا کر
گٹھ تھام لیا آکر اس کے یوں پر بھی دلی آویز بہت
پھیل گیا۔

تھک گیا وہ سلمان بولا۔
"تھک گیا تو یہی کی بات نہ کہ بکا وہ باہر کے
کر کے کی طرف بڑھ گئی۔

مجیب لائی ہے اس کے جانے کے بعد وہ
سوچے بنا زہر کا سکا لکی پہلی ملاقات والا متاخر
قدر سے قائل ہو چکا تھا۔

اس نے کہہ کر میں جھانکا باہر غائب تھا وہ
اسے تلاش کرنے لگا لاؤنگ میں تھا جالی خالی وہ دونوں
بھی موجود تھیں۔
لو باہر ابھارا گٹھ اس نے شوش کا
شاپرا سے پراچھا دیا۔

بہت شکر یہ اس احسان کا اگر آپ پر عنایت
ذکر میں تو میں بھوکوں مرحمتا وہ جانتا تھا تھا
اس کے ہی ذرا کی بات پر روٹھ گئے یعنی
میں نے صرف تمہاری بات کا تشریح کی غلط کیا
تھان کوئی جانیلا تو بیٹھ نہیں کی تھی
"بہت فضول لائی ہو تم میں کھانا تھا اگر ایک

سال اپنی جی کی سنت گھر گرائی میں رہ کر ٹھیک ہو
گئی ہوئی سنگر تھری مثال تو واقعی اس کے دل میں
سے بے بارہ برکت میں مثال میں رکھا جائے تو میری
ہی ٹھیک ہے۔
باہر کا مہر ساتویں آسمان کو چھونے کی سعی
رہا تھا۔ اسے اپنے دوست کو سے کہیں
جانا تھا جو آکر اس کے انتقام کے باعث التوا میں پڑ
گیا تھا۔
"بھئی، بہت مشکل مزاج لوگ ہیں۔ اس نے
ہنستے ہوئے گردن اٹھائی۔
"مشکل نہیں کیہ منتقم مزاج ہو وہ تپ کر
بولا۔

چھوڑو مانے بھی وہ بار ایک کھنڈ کو گئے
عزیز نے اسے اٹھایا اور چاہا جبکہ وہ کان بیٹھ چکا
کاہرہ انکار کر اسے میں منتقم رہی تھی۔
باہر سے چھٹن نگاہوں سے اسے مسکرا اور شاپر
میں جھانک کر مسکرا دیا۔ دونوں شیش اس کے
بغیر وہ رنگ کی نہیں گھولیں منتقم وہ دو کمال
کی طرح بیٹھ گیا آکر اس کی نہ کہ کاش خیال تھا
"چلو وہ صاف کیا۔ ماقطانی کی قبر پر ملتا ہے
ہوئے وہ منتقم راہ میں بولا اور وہ بارہا کہیں
غرق ہو گیا۔
وہ بیٹھ جاتا ہی سے پھر لڑائی بولیں گی
ہو چکی تھیں۔ جانے کہاں کہاں کی باتیں اب بھی
تھیں۔ باہر وہ جو برا دھیمان کس کس کی طرف منتقم
کرتے ہوئے ہیں نام ہو کر چھوٹا گیا ان تینوں کا
قلب ابھرا دیا اور پھل پھل رہا تھا۔
"بہتر بڑھو ایک دن وہ لگا اپنے کمرے میں جلیں
ہائیں اور دیکھ رہے ہیں۔
"اتنے ہی بڑھاگو ہو تو اسے کمرے میں کیوں نہیں
جاتے۔ تین تین نے گھوڑ کر چھوڑا۔
"یہ میرا ذاتی معاملہ ہے تم اپنی شکل گم کرو۔ وہ
منتقم بولا۔

وہ ایک بات تو بتا دیا باہر آخر چھوٹ کر
تم نے کی کر لیا ہے۔ آکر اسے بڑی بڑی کی سے
استغفار کیا۔
"وہ ایک اور کہیں ہی اس لیے کہ جس کی بڑی
کی کا ناؤ سب سے پہلے ہی جی میں
گئی۔ وہ اڑا۔
"جی نہیں۔ سیراٹ اس قدر بڑا نہیں کہ تم
میں۔ دلیے ہائی داوے پر دور رہیں مگر کہیں
کوئی سائنڈ نہ کرنا ہے جیوں کی پیڑا نہیں ہے
ہوئے وہ دل سے اسے ایک ہی پوزیشن کی دیکھ رہی
کر پوزیشن کی ہوئی۔
"لوں تو بہت سے کام ہیں مگر سب سے پہلے
تینوں تمہارے کالے دیوے کے پھیلنے سے نجات دلان
کا وہ وہ غیر متوقع طور پر یہ اس انداز سے بولا کہ وہ
قبیلہ لگائے پر مجبور ہوئی۔
"سلمان خدا خدا ہے ہوئے اسے حیرت سے
دیکھا جا رہی یوں ہی مسکرا دیا اس کی ہی کسی قدر
جاننا تو بھی کہ باہر جھپٹ کی اور صبر کی جھلکا ہٹ
شکار ہوئے لگا۔
"بس اسے یہ بھی کہ وہ عزیز کے کوٹنے پر وہ
بشکل جی جاکر ہوئی۔
"دلیے باہر، برسے انصوح کی بات ہے بھلا
انہوں نے تمہارا کیا بگڑا ہے جیوں کی کو دیکھو
ہو اس کا وہ انصوح نہیں آتا ہائی ان کی کو بے چھتے
ہوئے وہ ملائی ان میں باہر کوٹنے لگی۔
"بھئی، لگا تو میرا نہیں ہے اللہ تمہاری زندگی
کا ہر وہ شے بگڑ جائے گا۔ وہ جی شکر لگا رہی تھی
بچوں میں کہہ رہا تھا۔
"اتنے کہ وہ وہاں دے گئے وہ نہ ہی۔
"وہ اسے کہتے تھے یہ تو میں کیوں نہیں لگا رہا۔
کتے اسے خوش ہے تمہارا اور میری جلاں شاہ کا۔
عزیز نے اسے تاش سے کہا سلمان کی ساتھیہ جلاں
شاہ کے نام پر جو نہیں گئی۔
"اب اس کی کوئی خاص فرق نہیں ہے وہاں
سے کوئی اور باہر یا تو ان کی ہی بڑی ڈانٹ رہی ہے
یہ خیال میں تھا کہ کوئی جو میں کے علم پر منتقم ہوئی
پڑی تھی۔
"کہا کہ میں سال تو بڑے ہوں گے وہ تم سے
شریف کے بچے بھی دیکھ تھا۔

سو داں یار ہو تا ہے ہونا ہے وہ بچہ کو
لا رہا ہوتا ہے میں اسے ہکا بکابا تھی۔
"پھر بھی آکر اس میں دیکھ رہی ہوتا ہے باہر جی
سنگر میں ہے پوچھ رہا تھا۔
"کس بات پر بڑا اس سے سادگی سے اٹھایا۔
"اسی حقیقت پر کہ تاج اس کے نہیں اپنے
سے وہ کسی شخص سے مشابہت کر دیا ہے۔ عزیز
بڑی آزدگی سے کہا جی۔
"یہ حقیقت ہے ڈر نہ اور دیکھ تو میں سے
نہیں مگر عزیز ابوں سے ملتے ہیں اور میں ایک
پر یہ ٹیکل جسم کی لڑی ہوں سو یہ سب کچھ سوچتی
ہی نہیں۔ وہ غائب دے۔ الینا کا اظہار
کر تے ہوئے غصے سے بولی۔
"پھر جی آکر اسے کہیں کو سونا تو بچا ہے تھا۔
باہر بھی اب شائستہ نظر آ رہا تھا۔
"تمہارے کہیں سوچنے کی کئی ذرا داری ہی
پایا ہے اظہار بھی ہے اور ہمارا کام صرف عمل
کرنا سوچ نہ دینا ان کا کم بھالائے نہیں۔
وہ سکرائی۔
"کیا انہوں نے تم سے پوچھا ہی نہیں ہے بہترین
تجربہ میرے دکھ سے پوچھ گئے لگی۔
"نہیں۔
"اور تم نے انکار بھی نہیں کیا۔ بہترین کو فخر
آ گیا۔
"بھئی ڈر نہ کرو انکار اور اقرار کا حلو تو اس
وقت آ جا ہے کوئی بھڑے میری رضا مندی کو ثابت
کرنا تو اور جو اس سارے پر دوسرے میں لڑائی
مرد آ جا ہی نہیں لہذا ہی اسے بھگت ہی
محفوظ ہو گی۔
"اس کے نازل انداز پر ان تینوں نے بے یقینی
سے اس کے پیچھے سے کود کیا میں پر ہر سے عام
سے شرارت تھے جیسے یہ تمام گفتگو اس سے متعلق
ہی نہ تھی۔
"مگر انکل نے اس کا کیوں؟ کچھ میں نہیں آتا
عزیز اب تک اس کی تھی کو کھانے میں لگی تھی۔
"یہ بڑس دہلائی باہر میں ڈر نہ کرنا ہر کچھ

میں انہیں تہنیں گے میرا خیال ہے کہ میری انجمنوں کو باپ
کے کسی کاروبار سے عائد ہے کوئی غلطی ہے یا
البتہ آخری میں کچھ اور فراست اس پر قبضہ نہ کروں
وہ بڑے غلط فہم سے غور نہ کر رہی تھی
"اولاد وراثت کوئی حصہ نہیں ہونی تھی اس
کام میں وہ غلط کام لے اس سے متقبل کا فیصلہ
جستہ و جستہ سے کیا جاتا ہے
"آفت کو اس نے بغیر کسی بات پر اس نے تاثری
انداز میں سر جھکا کر مگر ہمارے باپ کی سرکے لوگ
انجیل اولاد کی برتری کو بھی اسنے کاروبار سے کچھ
کر خیر فرمایا۔ اس میں ان کا قصور نہیں
شاید تمام دولت میں ان کی جیسے ہی ہوتے ہیں
گو میں تہن نہ رکھ رہا تھی سبب کی اور تدریس
مسئلہ سے کہ جس تہن کو کہہ رہے ہیں مجھو یا چون
نقص سے بھر کے لیے سو کر رہ گئے
"وہیں پر جلال شاہ کا کہ سو غریب ہیں، ان کی
ہی سفارش پر بابائے مجھے مدد میں رہتے ہیں اسے
آزاد کر دیا ہے، قاضی میں وہ اتنی ٹھنکی تھی کہ
نہیں متنا کر لے کر آتی تھی
"اور اس فراموشی سفارش پر آپ نے کیا تہن
کرتے کو تہن پر ہوں گے، اولاد ہی سفارح کے لوگوں
سے یہ فرقہ پھیل گیا۔ انکے شانے کے لیے اس تہن کی
نگاہیں اس پر ہم نے نظر رکھ کر لے لے دیا تھا
مسکراہٹ بول کر ہنسے کہ میری تہن تھی
"دفعہ فیصلہ کرنے کے ہوتے ہیں، میں اس
برایں فیصلہ قبول کرتے ہیں اور اس قبول نہ بھی
کرنا چاہی ہیں تب بھی میں ان تمام فیصلوں کا تابع ہو
کر ہی زندگی گزارتی ہوتی تھی۔ تو اس لیے کہ
گزاراں اور سبب کی خلاف ورزی تھی۔ تو میری سبب
جسکا نامی غیر اقرار کرتے کہ کاغذ نہ
زمانہ سے میری برائوں کا معمول میں لڑتے
سوال سے کہ جواب دہ کرتے۔ ہمارے کو یہ بتانا چاہا
مگر سہارا میں موجود کی قبول کرنے کے مجھ سے یہی
دیر بعد آیا تھا جب ہو گیا۔ سہارا کی کچھ ہوں مثال
نہ ہوں گے کوئی میری برائوں کی
"تہیں اندازہ سے کہ کوئی اصل کے فیصلے

[illegible]

سے بیٹا جا، بڑے دل سے دلو دی۔ بڑے کوشش
نے کا لکھ رکھا کہ جو نے بڑی انکساری سے
قبول کیا اور مصرعہ ایک مرتبہ پڑھ کر بتایا۔ وہ
سمجھنے لگا۔ اللہ سبحانہ کا وسیعہ اور بکبریٰ
نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔
وہ دیکھنے کا کام کیا پڑھ رہی ہو ان کی؟ ظاہر
نے متاثر ہوئے ہوئے سوال کیا۔
اور وہ شامی، فرسے بیٹا، انداز شاہ تھلا
کہ رہا ہے۔ باہر سے بھونکی سے چل رہا ہے۔
وہ دیکھ رہا اور پیر پر نزلت ہوئی آگ آگے
معلوم نہ تھا۔ بہترین سے مومیں لوٹ آئی تھی۔
نہ رات سے بھی نہ تھکا۔ آٹھویں، وہ فضائی
سے اس کے کندھے پر آکر دیکھتے ہوئے تھی۔
ہاں جیسے کہ تم، بیٹا کے کوشش اور بکبریٰ
جہنم سے مستعد اور وہ خوفناک ہوئی سمجھائی
طرف نظر کی تو اسے خود سنجیدگی سے کہہ چکا
ہو۔
اچھا اب گلے چھو بھی بیکر کی طرف مانا ہے نہیں
بتا کر دیکھ رہا ہے اس نے دوسرا دل سے ٹوٹتے تھا
ہوئی کی وہ سب کی طرف متوجہ ہوئی اور نظر کی مسماں
کے سر سے ٹاٹا۔
ہاں۔ ان عاروں سے بیک وقت تائید کی۔
اوکے۔ گلے میں اس نے اس سے فیصلہ کر لیا۔
کہتے ہوئے ہی دکان کی آواز پڑھ رہا ہے وہ سب اندر
اگر ہو چکے ہوتے۔ اور وہاں اس کے سر سے کسی
سوچ رہا کہ اگر آخر میں جس سے کیا؟ پریت دربرت
کھینچے اور اپنے دل کا حال کی سے سچی نہ سے دل۔
حقیقتیں کا سامنا کرنے اور سامنا کرنا قبول کرنے
والی مضبوط اور بکبریٰ کی بات کی سائنس کے
کہ جسے پہنچائی کی طرف کسی سائنس کی بات ہے
اندر مدد دے کہ جس سے سائنس اور طبیعت
حاصل نہ وہ واقعی پتھر پتھر پتھر پتھر ہوئی
تھی۔ زندگی کی بہترین نظروں سے خواہے کچھ کا بنا
یا تھلا اسے اپنی اسلحہ حالت میں ہوا بلانے کے
لیے کسی اسمی ضرورت کی کسی طلسماتی چوڑی کی کوئی
کسی کے بھی کیا نہ تھی۔

وہ غصہ بھی کر دایں آسمان اس سے میرا پاس
شاہ کے بارے میں کچھ استفسار کریں اور وہ انہیں
مطہر کرنے کے لیے تہ تیغ شدہ قبیلوں کو ان کے
ساتھ بڑا دے دے مگر اس کا نوعی بھی نہیں آتا شاید
ایسا یا کاجاں کے دیگر اولاد کے بارے میں فیصلہ
کرتے کا حق صرف انہی کو ہے۔ اور بہت زیادہ
برٹش کر کے تعجب ہی تو اسے دل سے دیکھتے ہوئے
بھی وہ کوئی سوال آپ پر نہ لاتی تھیں۔
دوسرے روز صبح پور گرام وہ تینوں شکم کو
جانے کے لیے تیار ہوئے۔ وادی اسٹار اور
چلی بیک کے علاوہ سب کو جاننا تھا بلکہ سیر کرش کی ہی
خدمتھی کر سب ملیں گے۔ وہ لوگ ظاہر کا اشتہار
رہے تھے ایک دہائی تھا ان نے اس کی ہی دہائی
لگائی تھی۔
وہ بارہنکلی تو معان کو ایڑی پتھر پر چھوڑتے
ہوئے نمودرستان دیکھ کر خشک ہو گئی۔
”اسے کیا تیار نہیں ہوئے؟ وہ کچھ خیرانی
سے استفسار بھی کرنا اس پر فخر کرتے ہوئے
قدردان بھلا کر بولی۔
”نہیں۔ وہ اس کی زبان پر نظر ہی ملنے جمائے
بولی۔
”یوں؟“ چیر سوال۔
”آپ؟“ چیر بھیجی کے یہاں جاری رہا میرا
وہاں کیا کام؟“ معان نے دسان سے کہا۔
”سو واٹ۔ ہم وہاں سے آرٹ گیلری بھی جاتی
ہے۔“ چیر نے سڑکی کہا۔
”مگر یہاں تو نہیں؟“ اس نے جان چیرا جیاب
”کیا خانے پر نقش ہیں؟“ وہ فون کا ہاتھ بندھ
پلٹے ہوئے اس کے صاف کوئی سے اظہار رائے
کہا۔
”یہاں تو بہت بہت عقل مند ہے جب ہی تم اسے
ساتھ نہیں جاتا۔“ ظاہر کرے سے برآمد ہوئے
ہوئے حوڑا بولا۔
”ویسے اقول والا پھر جو لوگ نفس عقل مند ہوتے
ہیں وہ اس کا قابل کمر نہ لگایں گے۔“ وہ نے

اسے شاید پاس سے گھومنے کا اختیار معاف علی گڑھی
 "جی نہیں وہاں سے" "سبحان بھائی بھائی، ذرا کم رکھیں۔ ہماری عزت
 کا معاملہ ہے۔ یا ہمتو! ستر چوڑا کھانا اور ستر کھانا
 کو یکساں پسند کیا تھا۔
 دوسری طرف وہ بڑی دل دہا اور شرف سے
 کہنے کوئے ایک بہترین فیصلہ نہیں کی کھلاڑی ہوئے
 کا جوت دے دی تھی۔ مگر بہترین فیصلہ ہمارا تھا
 اس لیے غاصی بھی کسی جگہ خرمین کا وہ آف
 فیور آفٹس کے ساتھ تھا۔
 "اوہ نہ، وہ تھا بڑا دل دہا، ایک اچھا کھانا
 سے ایک مرد غصہ ہوئی جس کے نتیجے میں آفٹس
 گئی۔
 "ہرا، خرمین نے غصہ ماریا۔
 "سو یہ کھانا بھائی آپ سے بھیجے ہمارے لیے
 اس نے بھی یہ بار بہت مالوں ہوا تھا۔ آخر وہ آپ
 کی شرف ہو گئی تھی آفٹس سے۔
 "بھئی میں مسلسل پیٹنے والا ہوں یا جاتا ہے۔
 یہ تو کم کا حق ہے۔ میں بار اور میری بہت سے کھانا
 خوش دلی سے پسند رہا تھا۔
 "مگر آپ کے ہارنے کا مجھے تعجب نہیں تھا۔
 بارز نہ تھے نہ لگا۔ اگر آپ کی فٹنری نہ مگر ہارنے سے
 جلائی تھی۔
 "بھئی ہمارے سامنے تو بڑے بڑے ہارنے میں
 تبار سے نہ لیا، میں بہت آفٹس سے غصہ میں
 آفٹس شرف کے کار ہارنے سے خرمین سے کھانا لے کر
 بڑی شان سے کیا۔
 "ہو سکتا ہے، سبحان سکھایا۔
 "تو کوئی آپ ہارنے لگے ہیں، خرمین کے لیے
 میں ذرا غصہ تو رکھی اور میرے بہت شرفی۔
 "شاید، سبحان نے کدے کدے چکا ہے۔
 یہ تو بڑی خطرناک بات ہے، وہ ہارنے معافی
 پر لڑائی کا اظہار کیا۔
 "یہ ناول ہے، آپ کو اب کراس ٹاک کر رہے
 ہیں، آفٹس نے اچھا ہی انداز میں ریٹک لہرا کر لیا
 کے تھے باندھے ہوئے وہ ان کے ہم گفتگو ہو رہی

فرح علی اور کدے نہیں مل سکتی تھی۔
 "رہتے دو۔ تمہارے کام کی کوئی بات نہیں
 تھی۔" ہار سبحان کے ساتھ اندر کی جانب بڑھتے
 ہوئے کدے کے انداز میں گویا وہ اور ملتا تھا۔
 "اسٹریٹ" اس کے پسے اور شرف میں ہی فرح
 مڑی جو اس کے سوچ میں کم لگ رہی تھی۔
 "خبریت کیا عالم بالائی سیر کوئی کی ہو اس کی
 انکھوں کے آگے ہاتھ لڑائے ہوئے وہ شرف
 سے بولی خرمین کی جڑی نظر سے اسے دیکھ کر وہ بھی
 مسکرائی۔
 "نہیں، بیوا دل چاہے کھاتے پیتے ہیں میرے
 خیال میں خرمین نے مسکروتر بنائی ہوں لیکن اس
 کا کدہ چھوڑ کر اس نے قدم بڑھا لیے تو وہ بھی لگا
 کیا چاہے بیٹھا لی۔
 "لاؤ مجھے خود روٹش کی تمام اسٹریٹ کے ساتھ
 انصاف کرتے ہوئے وہ سب جس بول رہے تھے
 البتہ خرمین کا نظریں اب بھی سبحان کی نگاہوں کا
 مرکز رہی، آفٹس کو تو کوسوں سے لے ہوئے تھے۔
 جبکہ وہ ان دونوں کی باتیں سن رہے تھے۔
 ساتھ لڑائی میں غصہ و فحش بھی جو اس کے شرف لے
 سو روپے دے تھے، سطحی انکاری تھا۔
 ہار سے باوجود وہ لڑائی کے اس نے اس کی مدد
 سے کوئی خوبصورت منظر تھا، گویا کھانا کھود پیٹ
 کے یہاں سکے۔ دائیں کو وہ اور شرف کے بالائی سیر
 کو آئے ہوئے تھوڑے کچھ اسٹریٹ بناؤ اور فیصلہ
 کوئے نہ تھوڑے تھوڑے پر خرمین سے مل کر تھے
 ہوئے دل میں بدل جو سرشاری وہ مٹوں کڑی
 تھی مگر فیصلہ کیا، یہ شاید وہ مدت کے اس سے جو
 سرور کے ساتھ تھا۔ وہ بالکل اچھا تھا اور دنیا دار
 میں اس کے فیصلہ کر لیا کہ وہ جلد ہی لاہور جا
 کر شاہی محل کو بھی اپنے فتنے کے ہاتھوں تیار لگ
 دے گی۔
 "اسے کدے رنگ لینے کے لیے مارکیٹ جانا تھا
 کوئی اور کدہ نہیں تھا لہذا وہ اور خرمین کے فیصلہ
 داری اتناں سے اجازت لے کر گاڑی میں آگئی

تھیں، اس کی اپنی لڑائی میں بھی چھوڑ گئے تھے۔
 ہر آج کل فرح جی کھادی بھی کوئی نہ کوئی داری اتناں
 اسے ڈراؤنی اجازت دے نہیں دے تھیں یہیں لڑا
 جاتا تھا، جانا ہوتا تو ظاہر یہ ہار کے ساتھ جاتی
 تھیں۔
 "آفٹس" وہ روٹ پر گاڑی نکال لائی تو خرمین
 نے بڑی جلدی سے اسے متوجہ کیا۔
 "ہوں، وہ اشتباہی نظروں سے اسے دیکھنے
 لگی۔
 "ایک بات بتاؤ، تم نے اپنے مستقبل کے بارے
 میں کیا سوچا ہے؟" خرمین نے تمہید باندھنے کا
 خیال ترک کر کے دائیں بڑھ چلا۔
 "مستقبل؟ کیا مطلب؟" وہ ڈرا لہجے ہوئے لہجے
 میں بولی۔
 "مطلب یہ کہ تم نے اپنی آئندہ کی زندگی کے بارے
 میں کیا کوئی عمل اختیار کرنے کا سوچا ہے؟" خرمین
 فطرتاً جلدی سیدہ اور سب کچھ اٹھوئے پر تھی
 بیٹھی تھی۔
 "کوئی خاص نہیں۔" فرح تیسرے وہ بول چٹیل
 کے اندر گہرے کدے میں چھ شایہ پڑے تھے۔
 کے اسکول آف آرٹس میں ایڈمیشن بھی دو لادیں
 کے۔
 "بڑی سادگی سے اس نے اپنا فیصلہ شہر و گرام
 اس کے کوئی گوار کیا تو وہ جھلک کر وہ بھی پھر بھی
 ضبط سے پوچھا۔
 "اور میرے چاہا لڑا شہر کا کیا ہو گا؟"
 "وہی ہو گا، مگر غصہ و خفا ہو گا۔" اسٹریٹ پر
 ہاتھ مار کر وہ انکھوں کو شرف سے جھکی دیتے
 ہوئے تھی تو خرمین کے پاس سے بھیجے۔
 "یہ میرے کدے میں مذاق کے وہ وہیں تھیں
 نہیں ہوں۔" وہ جلال میں آگئی تو آفٹس نے تھی کو
 ہشکل کنٹرول کیا۔ "تم جانتی ہو میں کیا پوچھ رہی
 ہوں۔"
 "افقہ خرمین! آخر تم یہ جلال کا کدے کیوں لے
 رہی ہو؟" وہ اور بھی بڑوں سے زحمت میں ہیں، ہر اس
 پر بھی سہ حاصل ہوتے رہتے ہیں، اس نے لڑائی سے

ہوئے کہا۔
 "مجھے ایک بات بتائی ہے، تم بتاؤ اگر اس کا کہنا ہے
 واقعی اپنی کھائی کو دل سے قبول کر لیا ہے۔ اس کی
 بات سے قطع نظر خرمین نے وہ دو کھانا لڑائی کا
 دیا۔ واپس چنڈا شے وہ غاصی سے ڈراؤنی کڑی
 رہی، یہ کدہ شرف کا تھی لیکن کوئی نہ لگا نظر میں
 سیاہ کوئی لڑی شرف میں تھیں۔
 "تم میری بہت اچھی اور باریکی دے دوست ہو
 خرمین، میں تم سے چھوٹ نہیں ہوں لیکن اس کی
 گہرے سیر میں اسے ڈراؤنی اور زحمتی۔ ذرا وقت سے
 بعد اس کے کدے کو خروں کیا۔ دراصل ہمارے دل میں
 ہم سے بے حد محبت کرتے ہیں، بہت زیادہ جانتی ہیں
 ہیں، اس لیے وہ ہم سے ایسی توقعات دیا کرتے
 ہیں کہ ان کا مال لکھا، ہماری مجوری میں ہی ملتا ہے
 ہمارے لیے ہے۔" وہ سب کچھ مابین سیر جلال شاہ کے
 خاندان، شہر اور عزت سے تھے، وہ بول کر میرے
 پر دوڑنے کے لیے باہر بھی تھی تو شاید انہیں
 تھا کہ وہ انکار نہیں کروں گی۔
 "وہ خرمین کی تجویز ہی شکل دیکھ کے نے کھائی
 اور پھر سے تسلسل ہوئے ہوئے تھے۔
 "جی اور مال بھائی بھی یہ جلال شاہ کی شخصیت
 کے گہرے اور اسٹریٹ سے بہت اہم ہیں تھے لہذا
 ہلائی باہر تمام معاملات کے کرنے کے بعد جیسا کہ
 نے تھے، کیا کوئی وقت کیا باہر میں بہت سارے
 لوگوں سے پیشگی مہار لگ کر وہیں کے تھے انہیں
 شاید کچھ پر بہت مان تھا یا شاید ان کا دنیا باریک
 تھا کہ وہ ان کے تھیں کے ساتھ کہیں انکا جوتیں کوئی
 کے ہاں کھائے ہوئے تھیں، ایک ایک تہی ہوئے تھے
 صورت میں ان کے فیصلے کا ہم کو لکھنا تھا لہذا
 تو کوئی تھیں، اس قدر سعادت مند ہوں۔ وہ
 گھنٹہ تھی تھی جس کی۔
 "سو سبحان کے بعد مجھے فیصلہ بھی برا ہی نہیں
 لگا۔ ملاک میں جاتی ہوں، میرے اور جلال کے
 درمیان بھول کا فرق ہے۔"
 "مردوں کا فرق ہی نہیں ہے، شرف سے تم دونوں
 کے بیچ، خرمین کاٹ اور مجھے ہی مسئلہ ہے۔"

گوئی کا نظارہ کر گئی۔

ہاں یوں ہی کہہ رہا وہ کہ جسے اچکا ہے ہوئے
بولے نہ مگر یہ جملہ بہت سوچ کر جسے مالک ہیں
ان کا خیال ہے کہ میں اور میری ذہانت ان کی کیا
زندگی کو چار چاند لگا دے گی اس نے فخر سے
گردن اٹھا کر آئی۔

”تمہیں وہ بہت اچھے لگتے ہیں؟“ شرمین نے
کھوٹے والی نظروں سے اسے بغور دیکھا۔
”ہاں وہ دل کو خوشی دیتی ہے لگتی ہیں اور یوں
بدل گئی ہیں ذرا فادر فکر ثابت ہیں۔ مجھے ان کی
کی طرح شریک کرنا ہے۔“ وہ کہانی۔
”ظاہر ہے ان کے بچوں کی عمر کی تو بہت کم
تھے یہیں شرمین نے کہا۔

”جس کا بیٹا تو ہے جسے چار سال پہلے
جو کہ فاران میں اسلڈز نے بے متعلق طور پر میل ہو
گیا ہے۔ وہ نظارہ اچھا ہے اس سے بڑی بڑی
مگر اس کی بلڈان چمکدہ انھیں بڑی مضرب
رہی تھیں۔

”ایمانت وہ نہٹ انظار کر میں یہاں سے لگ
اویز کرتی ہوں کہ اسی روک کر وہ بڑی سے باہر نکلی
اور نظارے بغیر یہ حالتیں یہیں سے اسے نکالی
اسٹیشن پر پہنچ گئی تھیں۔

”اسے خوں میں چھڑا دو تو بڑوں کو جب بولیں
تو اسے آپ کو بھی نہ پہچان سکے۔ خود فریبی نہیں
تھی جس جہاد سے کسی اور خود سے بھاڑ جاتا ناظر
ایک بہت بڑی شہر ہے۔ اسے جا کر دیکھتے ہوئے
شرمین کا ذہن ایک ہی جگہ سے تالے نہ ہائے
رہا تھا۔ وہ دل میں اس آتش سے ہی تھیں۔

”آجائے آ کر اسی پر دم نہتی سنا کی انھوں کے
دیکھنے کی طرف ان کو دینے سے نظر آئے تھے۔ ایک ایلا
تھا جو انھوں کے دیکھنے پر جانا چاہتا تھا۔ ان کی
کرکس جانا تھا تھا تھا اس نے اسے انھوں کو
لے گا تھا نہیں اور اس کا بولنے کی باتیں چھپا لیا تھا۔
انہیں بھی اس کی انھیں ہتے ہوئے انھوں سے بھر
جاتی تھیں مگر کوئی یہ وہی نہیں کہتا تھا۔ لیکن
جی اس کے اندر کا درد ہے۔ وہ نہ کہ بڑی بڑی

ہے۔ اس لیے کہ انھوں کو کوئی رنگ نہیں ہوتا وہ
خوبتا نہیں سیکے کہ وہ خوشی کے باعث چمکے یا
شدت درد سے ہل پڑے ہیں۔

”خیر اس نے جیسا یہاں گزرا ہے کہ پروگرام
یوں ہی شرمین نے اپنا حور اس کے تھپے میں اٹھ
تائیں کہ کوئی تکلیف وہ فیصلہ ہوگا جو یوں اپنا
گھر اور بپ کو بھلائے یہاں اپنی ہی شرمین نے
سوچ کر گھر کی سانس بھری اور اس کے اسے کا نظارہ
کر لیں۔ ذرا جی رہیں وہ جتنا نہیں کیا۔ اہم
غلم، اٹھائے ہیں کہ ہی، وہ اپنی شرمین نے
اسے اپنی طرف سے بڑا اور کوڑا ڈرنک پلائی
تو وہ ایک مرتبہ پر ہل والی آتش میں ہی بات
ہے نہتے لگاتے اور وہ بڑے وہی کی باتیں
جانتے والے وہی کی باتیں کہ وہاں آئے ہوئی
پہلے پھر شروع ہو گئی تھیں۔

”بہر پر ہل کی ان کی عمر کی دیکھ کر وہ دونوں
خوشی سے چپٹی اندر ملی آئیں۔ پھر بھی بگم ہی آئی
ہوں تھیں۔“ رادی اس سے دونوں کو تھپے سے
آئے یہ جھار پڑی تھیں انھوں نے خوبصورت وکم
کے بعد اسے اور اپنی غلطی کے اعتراف میں خاموشی
سے ہم کر لیا۔

”سمان اور بار بار جانے کہاں سے مرگاتے کے
وایں اسے تو بھلی میں تھیں وہ شرمین نے زہر
ظاہر بارہ فریق، کھیلے ہوئے نظر اسے نہیں شکل
شرمین نے اس امر پر اڑی کیا تھا۔ بارے کہ
شرمین کو زبردستی پوچھیں کہ کیا تو وہ رنگ بڑے
مذہبی سمان کے اس کی عمر بڑی چالان کہ
یہ فیصلہ بڑا زرا خائے سے بھرا پل بل زندگی کو
انہوں نے کر آ کر کو خود نظاروں سے دیکھ رہا
تھا۔ انھوں میں تھوڑا سا تھک ہی تھا۔

”بہر پر ہل کی ان کی عمر بڑی چالان کہ
یہ فیصلہ بڑا زرا خائے سے بھرا پل بل زندگی کو
انہوں نے کر آ کر کو خود نظاروں سے دیکھ رہا
تھا۔ انھوں میں تھوڑا سا تھک ہی تھا۔

”کسی کی باری شخصیت کو کو کو کلاس کے بارے
میں کوئی بولے اسے تا کرنا تو اس سے بھلا ہے
نہت کرنا مشکل ہوتا ہے۔“ وہ آتش کو کو کو کہتے
تھیں۔

”کیا مطلب؟“ سمان نے غصہ کو سوال کیا۔
”مطلب یہ کہ جو کو نظر آ رہا ہوتا ہے وہ یہیں
ہوتا اور جو نہیں ہوتا ہے اسے دیکھ نہیں پاتے۔“

”وہ دیکھ کر ہی تھی سمان نے متذہب ہو
کر اسے دیکھا اور کو دیکھ کر اڑد کر ہی رہا تھا کہ
بہر پر ہل اسے بھی ٹھٹھ کر لے گا۔
”ذرا وہاں آ کر اپنی بھین کے جوہر دیکھو بہت
ہو گیا آرام وہ وہاں آ کر اڑد کر ہی رہا تھا کہ
دیا باہر آ کر آتش نے اندر کا رخ کیا تو سمان نے ہم
کر کھٹا شروع کر دیا۔

”وہ دونوں اندر آ کر اس میں میں میں کہے
کے اندر بھی نہیں نہتے کو ٹھٹھ کر لے لیں جو زہر
کی دہرے سے باہر آتے ہوئے جھار پڑی ہوں تو
اسے کسی طرف سے پرے سے پانڈا کا کمر نہیں تھا
نہر فطری حجاب کے باعث وہ زہر کے تھپے نہیں
آئی تھی۔ اسی حجاب کی اسے کے بعد اس کی سنگی کوئی
گئی تھی۔ شرمین البتہ آتش کی طرف کے ہر دونوں
کے انتظار میں تھاں حنا سے جوئے مصروف تھی
اور آتش کی آمد سے ٹھٹھ لیں یہ دعا بہت اچھے لڑا ہے
تھے۔

”جیو جی بگم دولی امال اور جی بگم کی زندگی
ڈراما رنگ رہیں میں چل رہی تھی۔ اسے چا چا لونا
جس کے ہاتھ میں ہو کر وہی جی بگم کی تھی۔

”کیا باتیں ہو رہی ہیں؟“ وہ شرمین کے دیکھے
اور شرمین کے دیکھے کے ہاتھ میں وہاں گذر
چلی گئی۔ دولی امال نے اسے دے دے دیکھے تھے۔
”خیر خیر نہ ہوا ہے تھی۔ وہ دم سے جیو جی بگم کے
پاس پہنچ گئی۔

”آپ لوگ ایک دم جب کہیں ہو گئے کیا نام
ہم نہتے تھے ہاتھ میں ہوں یہی نہیں دیکھ چکے
ہے۔“

”بہر پر ہل کی ان کی عمر بڑی چالان کہ
یہ فیصلہ بڑا زرا خائے سے بھرا پل بل زندگی کو
انہوں نے کر آ کر کو خود نظاروں سے دیکھ رہا
تھا۔ انھوں میں تھوڑا سا تھک ہی تھا۔

”آتش؟“ دولی امال نے تنبیہ کیا۔
”اتقہ دولی امال آپ لوگ اس قدر نہیں
کیوں پھیلا رہے ہیں اگر نہر یہی امال اور شرمین کے
سلسلے میں بات ہو رہی ہے تو فیصلہ ہی کیا ہے
وہ جی بگم کے ہوں اس سلسلہ کو دیکھ کر مزید پھیل
اور لاڑے کیا۔

”یعنی بات کیا ہوئی ہے کہ آپ میں اصلاح شروع
کر رہے ہیں؟“ جیو جی بگم نے سرور نظر آ کر ہی
ایک ہوسر سول سے لگے تھے کہ وہ دوسری ہوسر
بھین کی کہانسی کی انھیں از حد خوش تھی۔

”تو پھر اپنی کہانسی کو کمزور کر بھی میں ہوں۔
اس کا مشورہ بھی تو ضروری ہے نہ؟“ وہ بڑے مزے
کے سے کہانسی کو کمزور کر بھی میں ہوں۔ اس کا
عزیمت بھی نہیں میں یہاں لے کر اوروں کے
دور کر گئی۔

”آتش؟“ باتیں لڑکیوں سے نہیں ہو جی جاتیں
دولی امال دیکھ کر دھیرے دھیرے جلال میں آ رہی تھیں
قدرت سے تھپے سے۔

”حال کیا ہو چھٹا تو ہے؟“ وہ تنہہ ہو گئی۔
”تھپے تھپے تھپے تھپے تھپے تھپے تھپے تھپے
وقت بڑی امال کا سوال لڑکا وہ پھینکی سگڑکی
اپوں پر نہیں لے سکتی تھیں۔ لہذا اس کا کوئی
ہم کوں پوچھیں شرمین سے جب کہ اس کا جو توڑ بھی
اجتہاد اس کے لیے مناسب ہے۔“ جیو جی بگم نے

”کیا بات پر تھا وہ جیو جی بگم کی طرف سے جھار پڑی تھی۔
”یہ پتہ امال اس کی بات کر رہی ہیں۔
جیو جی بگم نے اس کے گرد باوجود عمل کرے تھپے
جلدی سے کہ۔ وہ اپنی بگم جو رہی ہو گی۔

”خیر خیر نہ ہوا ہے تھی۔ وہ دم سے جیو جی بگم کے
پاس پہنچ گئی۔ دولی امال نے اسے دے دے دیکھے تھے۔
”خیر خیر نہ ہوا ہے تھی۔ وہ دم سے جیو جی بگم کے
پاس پہنچ گئی۔ دولی امال نے اسے دے دے دیکھے تھے۔

”آپ لوگ ایک دم جب کہیں ہو گئے کیا نام
ہم نہتے تھے ہاتھ میں ہوں یہی نہیں دیکھ چکے
ہے۔“

”بہر پر ہل کی ان کی عمر بڑی چالان کہ
یہ فیصلہ بڑا زرا خائے سے بھرا پل بل زندگی کو
انہوں نے کر آ کر کو خود نظاروں سے دیکھ رہا
تھا۔ انھوں میں تھوڑا سا تھک ہی تھا۔

[illegible][illegible]

چلو یہ بندہ فصاحت کی تلاش کرتا کرکھو کیا
ہماری اسٹوڈنٹ اپور پور ہے ہے ۔ ظاہر ہے اس
کی گفت زدہ حالت پر اس کا اہلکار
یہاں اہل اس میں مزید صراحت نہیں کر سکتی
کسی عقل مند کا کہنا ہے کہ گفتگو کو کر کے وقت وہ
بڑا ہوتا ہے۔ ہنسنے والا کہنے پر اس بات میں اہلکار
جو۔ اور میں آیا ہوا ہوں کہ یہاں اس کے سر کو
انبات میں پیش کر دی تو وہ سب کچھ کر پڑے۔
یہاں کا اقوال اس کے کان سے کان میں پور
ہے۔ بابر نے دروازے میں کھڑے ظاہر کے
پر سے جھانکتے ہوئے دیکھا تو وہ چاروں قدم لگا کر
ہنسنے لگا جس پر وہ سب کو کھیل نظروں سے دیکھا کہ
نکل گیا۔

قریب پچاسی اور پچھتر کے درمیان ہمارے
وہ ایک ہفتہ ان کے گھر کو بقول میزبان کے رشتہ
پریش کر رہے تھے۔ ان کی تو اسے پھر دے نہ سکتے
تھے۔ سچہ وہ انہیں یہ یاد رکھائی کہ وہ اس کی
وجہ سے نہیں بلکہ میری کی دیکھ کر غلطی تھی رشتہ
گوارا کر رہے ہیں۔

بھئی ہماری بات پر اس کی پاس میں ایک
کیونکہ یہ ایک فکری بات ہے۔ لیکن تو بہت
میں اور میری خیر خواہی میں ایک دوسرے سے
مٹنے والے رہتے ہیں۔ اس کے رشتے کے دوسرے
ہمارے ساتھ اس بات پر واقعی بہت بدل گئے ہیں۔
اس آٹھ چوٹی کی لیل میں سرور عروس ہوتا ہے
زیر پوشی والے سے بنتا ہوا رہتا تھا۔
وہ دیکھتا ہے تو پہلے ہی کہتا تھا وہ پھول
کی طرح خوش ہوتے ہوئے ہوتی۔
مگر اس وقت ہمیں ڈراپ کرنا مجھے چھا
لگ رہا ہے۔

ہو سکتے۔ وہ لیون کی پیرنے کی فرض سے
بولی۔ آخر کو ڈراپ کر دے تو میں کہہ سکتا ہوں
ہیں۔ اس کی بات پر سر ہونے لگا۔

چلو یہاں پر رہو۔ ادا قادی سے اجازت
ہوئے اختلاف کا۔ شاید یہ رشتہ ہی ایسا ہوتا ہے

چلو اچھا ہے اس طرح میری تصویر بنا کر لے کے
 فریض میں ایک نقشہ کی رسک کی تھیں معلوم ہے خلق
 کا ان نقشہ دیکھ کر وہ خوش ہو جائے گا۔ خوب سے خوب تر خلق
 کرنے کی خوشی میں لگا رہتا ہے ورنہ جو متوجہ
 جاتی ہے کو بارش فوت ہو جاتا ہے۔ غصہ جھگڑے
 ہونے وہ آتش کو زہر لگ رہا تھا۔
 کوئی ضرورت نہیں آرتھ سے اس قدر بکری
 کرنے کی نہ وہ پشیمان اور قریب تھا کہ اسے کھنڈ
 بیٹھی سمعان ان کا چھلانگ کر دیں چلا گیا۔
 نہ تیرت۔ آج کیا ہو گیا ہے؟ مگر اس طرح اس
 سیکہ کی مگر وہ اس قدر سخت فیصلہ غفلت سے باہر
 کو کھڑے نہیں مگر صرف قوی ایک ہاتھ میں برش کو
 کسی تھپاکر کے مانند تمام رکھا تھا۔ سمعان نے ایزاک اس
 کے کمرے کی دہلیز کے لیے تیار کھڑا تھا۔
 مختصر میرا اور شریٹ بنا چاہا رکھا تھا۔ دبا رہے
 بتایا۔
 ہاتھی دست کر رہی ہیں۔ دسمالی خوشی سے کمر
 گیا۔
 کیا کیا۔ باہر چلا۔
 آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں ہاں ہوں میں بولیں
 ادا ہوں تو اگر کر رہی ہیں۔ اس نے نیچے چھوڑ دی
 باہر کو چلا۔
 و خاوی کی دھڑکن میں سمعان نے اسکاوش کے
 گلاس تھا۔ وہیں آکر کئی بھی آخری بات ایک کمر
 جاننے سے بول پڑی۔ سمعان اور میرا کئی کچھ
 گئی۔
 "نہیں ہیں۔ اس نے خوشی اور غلظت سے فریض
 کو گھورا اور پھر پشیمانی اندر کی جانب بڑھ گیا۔
 "اسے کیا ہوا؟ مجھ سے ایک سوال کیا۔
 "انتہا اندر۔ سمعان نے فریض کو دبا کر
 غصہ سے اس کی سماعت کو چھوٹے لگا بھی پھر فریض
 قبضہ ہستی پریشاں کا کام کر گیا۔
 سمعان کی ہنر کی تاریخ سے ہو گئی تھی وہ ٹھانی
 وغیرہ کے آگیا تھا۔ فریض اور شریٹ میں سے مبارک
 کے کارڈ بھی پیچھے اور فریض پر بھی کافی بوسہ لگتی تھی

یہ تھیں پوچھا۔
 "آپ کی آنکھوں نے؟" انتہا اور اس کی کچھ
 وہ سماعت کو یکدم کوئی مادیان خلق کی گئی۔
 "آنکھوں کی زبان کچھ نہیں ہیں آپ؟" ہنسنے پرانہ
 لپٹے ہوئے اس کے بولوں سے اجڑنے والا سوال اٹھا
 کوچہ لگا گیا۔ قدامت میں بڑا امیر تھا۔
 "کچھ نہیں کیا صرف ہے وہ غفلت کو لاوا رہے
 ہوتے تھے خوشی سے بہت وہ باہر نکل گئے۔ سمعان نے پتائے
 اسے جانا دیکھتا رہا کہ ایک چمک پشیمانی فریض کی خرابی
 آزاد کوئی۔
 "وہ آئے اور آکر چلے گئے
 نظریات اب تک سنا رہے ہیں۔
 "کی مطلب؟ وہ کڑوا کر اس کی سجدہ کی حواس
 کہاں گئے۔ وہ سیدھا طرح کو تلاش کر رہا تھا کہاں ہے
 وہ۔ نظریات اور دھڑک رہا تھا۔
 "وہ باہر نہیں شاید بڑی دھڑکن سے مسکرا رہی
 تھی۔
 "اچھا میں دیکھتا ہوں۔ وہ اڑیوں پر گھوم گیا۔
 "سنیں آپ کو وہ میں تو کچھ کہہ کر اپنی بولی چلا گیا
 جاسے میں چھوٹے۔ وہ شرارت سے کبک رہا تھا کہ
 سے سے نکل جائی۔ سمعان کھیرا کھیرا کھیرا دبا
 باہر نکل آیا۔
 "میں کل باہر کو دو سو نکس۔ وہ باہر کرساں اور
 فریض میں سرگردا رہا تھا۔ وہاں تک لگے غلطی
 پر ایک چادر نکسوں پر ڈالے فریض و زواری سے
 اپنے فریض میں چھپا رہا تھا۔ وہ پھر شریٹ غفلت
 سے دھنکی اس کے پاس چلی آئی۔
 "اوہو بڑے علم خانی ملک رہے پوچھتے
 انکو تھکے اور زہادت کی بھی ملا دوادو۔
 "تھک رہے۔ وہ کو فریض بلایا۔ وہ کون سے
 ہوئی کاٹے میں جادو ہو رہے تھے۔ فریض نے کہا۔
 "کیا میں بہت اور لک رہی ہوں؟ وہ تبیہ ہو
 گئی۔ باہر کا فریض اس کی کھانسی کا تھا۔
 "اسے نہیں لگتی۔ وہ تو سمجھا دلا رکھے کو
 کہہ رہا تھا۔ وہ دوستانہ انداز میں مسکراتی
 میرے دل کو تو تم رہے ہیں وہ بڑی بیٹی تھی

ہے تم نہیں کہہ سکتے اسے؟ ان کا کہنا اور میرا پوچھنا
 مقدس حرف آتے ہوئے بولی۔ مجھے دما مارا ایک ٹک
 لے چلو پڑا۔
 "ہائیں اس وقت جاتی ہو مہمان آئے والے
 ہیں۔ اس نے انہیں نکالیں۔
 "آئے والے ہی آئے تو نہیں مجھے بے لیا ہے
 غریب کے لیے وہ فریض لپٹے میں بولی۔
 "میں میں تو نہیں جاسکتا یہاں سے فریض کوئی
 نہیں لگتا ہے۔ تم سماعت جانی ہے۔ تم دو وہ ہی
 چھوڑ کر انہما کر رہے جا رہے ہیں۔ اس نے فریض
 دان کیا تو وہ اسے تھیں نظروں سے دھکی دیا
 گئی۔
 سماعت کی طرف جارہا تھا۔ اس نے دو کواڑی
 دیں مگر جلتے وہ دس دس میں تھا۔ فریض نے چلے جایا
 تھا۔ فریض جاتے ہوئے اس کی طرف لپکا۔ ایک
 ہی بل والے میرا ہی تھا۔
 "تو یہ آپ کا کیا بندر کر رہے تھے؟ فریض
 "میں کچھ بولی تو اسوں کے درمیان ہنسنے لگے۔
 "سوئی ہے اندازہ نہیں تھا کہ مجھے نکارا جا
 رہا ہے۔ وہ خندہ ہوا۔ آپ نام لے رہے ہیں شاید
 اس کا۔ وہ کچھ گیا تھا۔
 "ایک تو یہ کیا کہ اس کی قدر بلایا ہے کہ اگر
 کوئی جاں بے فریض زندگ کے آخری نہیں لگا
 چلے تو آج اس نے اپنے سے پہلے ہی فوت ہو جائے
 وہ ہلکا کر بولی۔
 "نہیں خراب ایسا ہو کوئی مشکل کام نہیں آپ
 آزاد کر کچھ پیچھے؟" بغیر فریض سے متانت سے جواب
 ملا تھا مگر آنکھوں میں تبہم لہرنا دیکھ کر جڑ جڑ
 ہوئی۔
 "اللہ کرے۔ آپ تو کچھ ابھی سے مرموعہ کسے
 کے دھپ سے رہا میں تو فریض نے زندگی میں کچھ
 بھی نہیں دے وہ دل کو بھی تنگ کر رہی تھی۔
 "میرا وہ مطلب نہیں تھا کہ مجھ میں وہ
 ایک ہی پیچیدہ ہو گیا تو اسے بھی اپنا کام یاد آگیا
 جلد ہی اسے دھکے کی وجہ بتائی۔

اوسکے منگے کو تو فرما جانا ہے : سمعان نے
رسٹ مارا پھر نظر بڑا دوڑا گیا۔
میں بھی بس ایک سینکڑے میں آئی ، وہ دلدلی
سے بکری جی اور آدمی انسان کے پاس چلا آئی ان
سے اجازت لینا ہی ضروری تھا۔
» اچھا مگر دلدلی اچانا ، دلدلی امان نے متنبہ کیا
ہو کر اجازت دے دیا۔
میں میں یوں گئی اور دلوں آئی وہ چلی بجا کر نہیں
مطہن کی اور سمعان کی گاڑی میں آئی۔
پھولوں کے باروں کا آؤر دیا ہوا تھا۔ وہ تیار
لگتے تھے۔ پلے پڑتے تھے انہیں وہ دیکھ کر
سمعان اسے دو تین شاہ کے بچے بڑا کرانے لگا۔
بالآخر اسے ایک بچہ بھی لگا خیر کدو دھتے جی ہی
تھی کرنگ کی دوسری جانب سے فانیو مار ہوئی
کے دوازے سے اندر جانے سے چھوڑا دیں خادوار
ان کے ساتھ ایک پرکشش لڑکی کو دیکھ کر ٹھٹھا
گئی۔

» یہ چھوٹا شاہ ؟ لیوں نے آواز میںش کی کہا
کی نفیر اس کی گالوں کے تعاقب میں جا کر لوٹ
آئیں یہاں ان کی لڑائی شیشیاں نفسی مظان کے
ساتھ یہ کوئل لڑی تھی جو اس قدر بے تکلفی سے پھول
میں باقہ و بے پرے انداز سے چلا رہی تھی۔
» یہ میر چھوٹا شاہ ! اندر کے فانیو کی جی میں
ہے : دسمعان نے جیسے اس کی آنکھوں میں کرمرواں
پڑھ لیا تھا۔ آکرش نے چونک کر استغیا میر نظروں
سے اس کی جانب دیکھا۔

» آپ ! انہیں ! ان میں آپ جانتے ہیں ان دونوں
کو بڑا وہ حیران اور متحیر تھی۔
جی میں ان کی گال میں چارڈر کا ڈنڈٹ ہوا
اس کے سوال کا جواب دے کر اس نے گاڑی ان لپٹ
کی اور اندر بچہ کر اس کی جانب کا دروازہ کھول لیا
وہ دیا۔ چپے ۔ کسی اندر پہنچی۔
میر چھوٹا شاہ کو لائی تھی مگر ان کی دلی کے ساتھ
دیکھ کر اسے واقعی شاک لگا تھا۔ اسے اپنے سامے
منسوب کرنے کے بعد بھی وہ لیوں دوست نہ تھا۔
پھر رہے جبکہ وہ اپنے آپ کو کس طرح سینٹ

سینٹ کر لکھ رہی تھی حرف اس لیے کہ وہ ایک سو
سے شغری کی امت تھی۔
» مان گاؤ میں میر چھوٹا پوٹا دلو سویر
کبھی بھی اور دلوں کے ساتھ ہوئی میں تیار
گردا رہتے ہیں۔ شٹ ، بکے پراس کی گرفت سخت
ہوئی۔
سمعان نے ان کی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا۔
وہ شاک سے بھی ہونے لگا رہی تھی۔
» تمہیں تھا میر چھوٹا لپٹ ایک انتہائی دل آفت
فیصلی سے ہوا کرتے تھے اور ایک دوسری بار
کر سکتے تھے مگر اسے اپنے نام کی انگوٹھی بنانے
کے چادو جو بھی ان کا دل نہیں بھرا تھا۔ گویا فوری
جوانی ایک بچی اور بچے کے ساتھ گزرتے اور
امیر قرین اس کو دل اور کم لڑکی کو اپنے نام
اور دوازے سے اندر جانے سے چھوڑا دیں خادوار
چونکہ اکثر عیاشی مل اور لوں کے ہوتے ہیں۔
» تو وہ اس لیے یہاں تھا کہ نکالتے

ہیں۔ درہرہ کر گیا میں تو اپنی نیک نامی اور نام نہاد
سویر کی ان بھولے تھے۔ اچھی فانیو دھاک بھائی ہوئی
تھی۔ وہ سویر سویر کر لکھ رہی تھی۔
» کیا یہ دونوں ایک دوسرے کے فریڈز ہیں
کالی دیر بعد اس نے تو کو کو بچہ چھنے کے تاز بنایا
تو سچہ کانے بھکا کے سمعان سے استغیا کر
» ہاں شاہ ! اس کی نفیر میں ڈنڈا مسکرتی پر تھی
تھیں۔ چڑی بڑبڑا کے جواب دیا۔
» مگر اس دوستی کا دارنہ پھر زیادہ وسیع ہے
وہ نہ چاہتے تھے چادو دیکھ گیا۔
» ہا ! مطلب یہ وہ بات نہ رہی۔

» میر اچھا ہے آکرش آپ اپنے بابا کے فیصلے
پر نظر آئی کرئیں۔ ابھی فیصلہ کا افسار آپ کے پاس
جی ہے : دو خفیوں سے بعد تو رہنے : واضحی ولا
کے گیت پر چاگڑی لڑکی کو دیکھوں سے کہتا ہر نکل
گیا۔
وہ کیا کہہ رہی تھا وہ واقعی کچھ نہیں سک۔ لیوں
ہی سوچ میں آگئی ہاں بھلے تو سامنے کھڑی بابا کی
وہاں تھیں میر چھوٹا دیکھ کر بے حد خوش ہوئی۔ تمام

سوچ کو ہی پشت دیکھا اور بچے ہوئے اندر آئی۔
کالی سارے نہان آچکے تھے۔
وہ ایک روادری اماں اور بچی کے پاس
کھڑی تھی اس کے گلے میں چھوٹی تھی۔ یہ ایک پر تکلف
ساہو ساس کی پیشانی پر ثبت کر دیا۔
» کیسی ہو سوئس ہارٹ ، غصوں جلدانے چھیل
انداز میں کہنے کے چادو وہاں آئیں اتنے دنوں
کے بعد دیکھنے کے وجہ سے سرور نگرار تھی۔
عادل میں آنا تھا میر چھوٹا بابا اور سو فانیو
تھی۔ بابا نے سارے کرمرواں کی میں اندر آئی تو وہ
غیر بن کے پاس کہنے میں بھی نظر آئی عروہ ہونے
میں نہ بہن بہت بیماری لگ رہی تھی۔ سو سواس کی
توقیف میں وہ بھلاں تھی اس نے جیسے
آکر اس کی آنکھوں پر باقہ دیکھتے ہوئے سب کو
خوشی دینے کا اشارہ کیا۔
» دلی ہے : وہ لیوں میں جان گئی اور باقہ پڑ
اسے اسے قابل کر لیا۔ آکرش کی تھی لکھا تھی۔
نہاں گرل نہیں تھا ایک سب سے انتظار کر رہی تھی :
سکھ کر بکھو کر لیا۔
» سو سواس میں باہر تھی تھی وہ اس کے بے طری
پرست سے غیر بن کی طرف بڑھا دیا جائے اس نے
شکر ہے کے ساتھ تمام کیا۔
» اگہ اگہ آج کے دن میں دیکھ رہی ہوں
وہ سو سو سے بڑھ گئی۔
» جی۔ وہ بھی اس لیے کہ اسے دردتو تم نے
لو ایک مرتبہ جی یاد کر سنی زمت نہیں کی مسوور
شاک ہو رہی تھی۔

» ہاہ ۔ یہ کچھ کرمرواں ہی کہاں ہوں جو تمہیں یاد
کر لوں ۔ ایک مرتبہ پڑھا۔
» پوری کرٹ ہو جی جا رہی ہو تو : سو نو نے
اس کا کان تھپتھپ کر لیا۔ وہ حشرات سے جھک
کر کان چھڑا دی۔
» اچھا خبر یہ بتاؤ جو میر سو نو کہہ رہے : بھائی
کے تھپ پڑھا تو چھوٹا ملاو سو رہی تھی۔ زور لائی دیر
میں پھر کرمرواں سے بھرا گئی تھا غیر میں مسوور
پراس نے یکساں کیا اور چوکیاں بہن کر تیار

مات کو اس کے ساتھ کنگ سائز پڑھ لیتی
غیر بن اور شہن شہن میر چھوٹا سوئی تھیں جبکہ
ابن بن بن کے کو انتظار تھی : میر چھوٹا اور
اس لڑکی فوبہ کے سر اپنے تصور کے پر دوسے پر
ابو اچھ کر ڈوب رہے تھے۔ وہ کرمرواں بھل
کر اسات فہن کو سوار طرف رکھنے کی خوشی میں
بلکان ہو رہی تھی مگر کسی طور وہ بیان بٹھا نہیں
تھا۔
وہ غیر نہیں تھی جہاں کہ چہرے کی طرح اسات
کو بھی ساٹ نہایتی۔ دل تو اس کے سینے میں بھی

مکمل کی۔
بابا بھی پڑی کے ہوئے اسے بائی کا سامنے
تھے لہذا وقت پر ہی پہنچے تھے۔ وہ اپنی بھائی ہوئی
کو سنے کر گیا کہ پاس کی آئی۔ زہر بھائی ۔
» تو شے یہاں ۔ بچہ چھنے کے قیامت کا خود چلا
تھا کہ کان پڑی اور آسانی نہ دے رہی تھی وہ
سوئی میں ملن تھی ہے اپنے پڑوں کا خیال کے بغیر
بھلکان باؤلوں میں نہ کیا ہوا تھا۔
جی نے دو تین بار اسے سر زنی کی کہ نہیں کو
گورن کے ہولے کر دے مگر وہ اور کی امان
نے مشکل سے ہی موت تھا۔ نکاح ہو گیا تو مبارک
سلامت اور کرمرواں کی ملک کا خورج کیا۔ سوئی گرا
کر ماماں ٹٹ لگے تھی تو وہ اسے سو نو کے
حوالے کر کے کیموہ لینے پھر گئی اور ای شور کا
حقت نہ کی۔
سمعان نے اسے دیکھا۔ ذرا دیر پہلے والی
آکرش جن کا تو شاہ بھی نہ تھا اس کے فہرے پڑ
ہے تھا شہنہ لکھلکھ برادر شہنہ کے ساتھ میر
اور غیر بن کو زنجیر کر کے ہوئے وہ اسے اس
آتش سے بھر مختلف لگی ہو مشکل ایک کھٹے
پہلے اس کے سامنے میر چھوٹا کو دیکھ کر شاک کر
ہوئی تھی۔
» تم کیا پوچھ رہی جی میں نہیں واقعی کچھ نہیں
سکا کہ اسے دوسرے سے نہ کر تھیں نہ اسے
ہوئے وہ سو پچہ گیا۔
رات کو اس کے ساتھ کنگ سائز پڑھ لیتی
غیر بن اور شہن شہن میر چھوٹا سوئی تھیں جبکہ
ابن بن بن کے کو انتظار تھی : میر چھوٹا اور
اس لڑکی فوبہ کے سر اپنے تصور کے پر دوسے پر
ابو اچھ کر ڈوب رہے تھے۔ وہ کرمرواں بھل
کر اسات فہن کو سوار طرف رکھنے کی خوشی میں
بلکان ہو رہی تھی مگر کسی طور وہ بیان بٹھا نہیں
تھا۔
وہ غیر نہیں تھی جہاں کہ چہرے کی طرح اسات
کو بھی ساٹ نہایتی۔ دل تو اس کے سینے میں بھی

وہو کہ تھا جہاں میں جذبات میں پہنچے تھے اور وہاں
 بھی بیدار ہوئی تھیں مگر وہ لوگوں کو خود پر ترس
 کھانے کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتی تھی ان کی
 آنکھوں میں اپنے لیے ہمدردی کی ایک سیڑھی بٹھائی
 جاتی تھی۔ جب تک تو دل کا حال کی بیخاطر کرنے
 کے لئے کھڑی رہتی تھی لیکن خود پر بھی۔ اگرچہ آپ
 کے بھی نفس پر ڈھائی تھی مگر ایک رنگ ہر مرتبہ آپ
 کی باتیں اسے پھر سے بھرا دیتیں اور وہ اپنے سر
 کے خود کو جوتے لٹھی۔ پھر لٹھی اور پھر لٹھی اسی
 ٹوٹ جوتے کے عمل نے اسے اریزہ ریزہ کر دیا
 تھا۔
 مگر ظاہری طور پر ایک مکمل مہر اور خوش
 باش لڑکی تھی۔ جیسے اسے ساجھ و پیر پر ہونے
 والے حالات سے کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ جیسے اسے
 شاید یہ بھی پتہ نہ تھا۔
 "ہا۔ کاش میں بول چکر کی کو دکھا سکتی جو
 ہزار بار داخل اور خروج سے میرا پڑا ہے۔ کاش
 پر ہلے تاریخ کا جاندار اس اواس ساگدرا تھا۔
 کوئی کے پتے کی گھنٹی ہواؤں کے چھوٹے
 اپنے اوپر روک رہی تھی۔
 میرے حلیوں کے ساتھ ہی سوچ کے ہمارے
 سہماں کی طرف مڑ گئے۔ اس باقصر و پاک
 زمین کی میں باز گشت بن کر موقوف ہوا تھا۔
 "سہماں کی" چٹوٹی نے بے آواز پیش کش کی۔
 اس سے سردوں ہاقتوں میں تمام کرسنیاں لٹھری

تھے۔
 • واقعی چا جان بودوں کی بہت اچھی ہوئی ہے
 سونو نے بھی باور میں حقدار یاد آپ نے بہت
 اچھا فیصلہ کیا۔
 • میں یار بیوے فیصلے سورج بکھر کر ہی کرنے کے
 ہوتے ہیں : داوی امان کے لئے مجھے گھر سے انداز
 میں کہا : تاجش جن اور ان کی بیگم ان بات کو پا گئے
 اسی لئے نظر سے چھانکے رہے۔
 • سب کو دیکھنا پڑا ہے : عمر، فدا، لڑاؤ، لڑت
 ڈرا کی بات تھی کہ پوری زندگی کو دو پر کھڑا کر
 ہے : بیگم و دانش نے ساس کا ساتھ دیا۔
 • اولاد پر : بیگم و دانش نے بڑی سختی سے
 کہا۔
 • پیڑ تو آتی جانی چیز ہے : فرحانہ بیبا، ہاتھ کا
 نیل ہے جو ہمیں دل کا نیل میں بن جاتا ہے :
 • داوی امان نے برواری سے جواب دیا۔
 • ”مگر اس کی بہت سے انکار تو نہیں کیا
 جاسکتا : امان جان : تاجش جن کا کہنے کا قابل حقدار
 ضرور ہے : میں اس کے زبان کو کھلیا :
 • ”نا بھی دلا شہری نہیں : داوی امان کے لیے میں
 جیسا حقدار سے معلوم تھا : ان کا انداز ناگھنا
 فرحانہ بیگم کو سخت چھوڑا : تاجش جن نے مل
 کو استغاثہ میں ڈھونڈ لیا۔
 • میرا مطلب تم ہی مل کر مجھے بتاؤ : تاجش : انہوں
 نے نظروں کے برابر پھرے : لیکن گریہ سہہ میرے
 بات شروع کر دی : میں ان کے متعلق تیرے
 فیصلے سے مطمئن نہیں : ان کے جملے کے اختصار پر
 سب کے ہاتھ ٹھٹھکی گئے۔ اب اس بات کی خاطر
 نے تاجش جن صاحب کو اپنی طرف میں لے لیا۔
 • امان جان : اس موقع پر اب ایک لانا حاصل
 بحث کر کے کہیں۔ اب اس کو دوبارہ پھرتے سے
 کوئی فائدہ نہیں : یہ کم ان کا پورے فیصلہ کو رد کیا
 ہوگا۔

میں کیسے؟ وہ قدر سے رکھا اسے بولے: یہ
رشتہ میں نے اور فرمان سے سوچ کر کر کے کیا ہے
کیونکہ ہاں ہیثیت والدین تم نے آتش کے منتقل
کی بہتری کو نظر رکھا ہے اور تم سے زیادہ کوئی
اور اس کو حاصل نہ کریں گے نہیں دیکھنا کہ ان
کا انداز یکساں ہے۔
اب دیکھئے نا ماتی جان: فرمان دیکھو گو شہر کی
حمایت حاصل ہو تو فوراً بولیں: آتش ہمارے
آتش سے آگس کے بارے میں تم سے زیادہ کوئی بہتر
سوچ نہیں کرے گا۔ ویسے ہی ہر حال میں ہاں کہہ دیجئے
والے شخص کے ساتھ کہ تو آتش کی لاف میں جاتے
گی۔ وہ کہہ دو گوں میں کیلئے گی۔ ہر طرح کی نگہری لے
مائل ہوئی تو پھلانگ نہ لگے گا اور کیا چاہئے وہاں تک
کہ اب اتنا الگ کیا سوچ کی حکمت تھی۔
مگر ذہنی معاہدات کے بعد ایک خوشگوار اور دل
زنگ گرا کر اس کے لئے احمد ضروری ہو چکا ہے
جہاں جو عموں کے اس قدر تشرار کے باعث وہ
فریقین کے مابین استوار ہو نا ضرور ہو جاتی ہے
بلکہ وہ ان سے علیحدہ سے کہا۔
”اب تم نے یہ کیا کیا اور میں ماتی ہوں
فرمان دیکھو کہ خوش آمدن ہو گئی دیکھو کہ جاتے
کے لئے کہہ نہ سکتے ہو گونا گویا چاہئے۔ اب ساری
چیزیں تو ہیں ایک وقت میں مل نہیں سکتیں نا۔
مگر شخص میں کوئی نہ کوئی چیز ہے جسے ہر حال
خیر میں آتش سے کرے جسے ہر گز ان کے دونوں کی
ہمتوں میں خاموشی نہ آجی ہے۔ تم نے اپنے لئے کہہ
دو گوں ایک خوشگوار میر و لاف گزار اس کے
مابعد آئینہ سے کہنے ہوئے انہوں نے دعوت
سے بالکل
سب سے ایک جگہ چپ کے اور افراتوش
سے نا آشنا رہ مار کر لئے گئے۔
مگر کیا تم نے آتش سے پوچھا تھا؟ وہ داد
آتاں سے تنبیہ کیے گا استغنا کر گیا۔
وہ ہمارے بیٹے کے امثال جان۔ وہ بھلائی کے
انکر کر کے ہے۔ تاہم جس حد تک سے کہہ
ماتن تھا تو تھا جو کہے جا رہا تھا۔

گوئیاتمے اس سے پوچھتے تک کی نعمت گولڑا
نڑکی، داد کی اماں نے بے حد تاشف سے بلے اڑا
ہو کر دیکھا۔
اسے اگر اکرنا ہوتا تو خود کو دیکھ دیتا اسی جان۔
ہم نے اپنے بچوں کی ترستے اس کا سلاز سلاز کیا ہے۔ وہ
خلاف مرگیا تھا تو بروایت میں نہیں کر سکتے وہ دیکھ کر
نے لہرا دیا ہے کہ نے، پکارتے ہوئے لہرا جا بھیے
یہ کوئی خاکم کیا بات ہو۔
پھر بھی کیا کوئی رضا مند کوئی کیا ہے
تھی۔ تو سنت ہوئی سب لہر اقبال علی وکم سے
داد کی اماں نے اندر کی سے جسکے لیے میں کہہ کر
بات نہ کر دی اور مزید پوچھ نہ پھر اچھ کر کر کے
سے نعلی کیا۔
"جانی جان اسی کو آپ کے اس فیصلے سے
بہت دکھ پہنچا ہے۔ ان کے جانے کے بعد الیہ میر
سے میری طرف بڑی اس سے دیکھتے ہوئے صاف
گوئی ہے۔
"جانی جان خواہ موان کی ضد کر دی ہی۔ میرا
نبیہ خیال کر کے غلام میں کوئی بُرائی ہے۔ وہ غصے
سے بیو کر اچھے تیور پر بل پر چلے گئے۔
"بات نہ نہیں ہے جانی جان۔ دراصل ان دنوں
کایس میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ واقعی سن نے ان کے
لکھے کو دیکھتے ہوئے دیکھتے ہیں کیا۔
"نہ نہیں، وہ دشمن ہو کر کھڑے ہو گئے۔
راکب میں خود کی ہی کاوڑ ایک انڈر سٹریٹ سے
جو سٹاپ ہے۔ ارش کے مشتاق میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔
وہ طیارہ اس پہلے میں کوئی بات نہیں مناجا ہے۔
وہ طیارے سے پر اٹھنے کو ان کے ہاتھوں میں
نہی ہو رہے۔ اس لحاظ سے کوئی روز مجھ کو نہیں
داخلی میں اور راجہ انہیں تاشف سے جاتا

اس کے کسی کام کی نہیں اس کا لہجہ دوسرے طور تھا۔ اس اب سب باتوں کا کوئی غائد نہیں۔ سو نو نے انھیں اپنی ان کی جیسا کہ اس کے لیے سرکھلا باب کے فیصلوں کی زبان کاہوا چنی بحث دینے کے بعد وہ بھی نہیں جانتی تھی کہ اس کی بیوی بن ان ہی خازنوں میں بدایا کی سزا کیلئے مکر دو خود بھی ہے اس اور لاجاڑھی دولت کی انتہی تھی یہی بیویٹ راجا کا کیا گیا ہر ضلعدار پر چڑھا تھا وہ ماتی تھی۔

مجھے معلوم ہے بیا میں تمہارے بابا کی تمہارے اس کے ہولناک شہاز سے واقف ہوں میں نے ان کے نے گہری سانس بھرتے ہوئے افرنگ سے بھی کاسر جیتیا اور کرتی کے حق میں دعا مانگ کر رہے تھے خاتم کائنات سے بابا کی اور لوہے کے ان کے اور دادی ان کے دیمان ہوئے اور ان کے کا اسے علم نہ تھا مگر پورٹ پر بابا کا سو آف دیکھ کر اور سو لو کے پر جھیل سو کو ایت سے اسے اندازہ خود ہوئی تھا کوئی بات ہوئی ہے۔

میں اسے ساتھ لے جاتے کے لیے مرتعین کر کے تمام گھر والوں کی حمایت حاصل تھی لڑنا ان کی اس نے چل۔ البتہ اسے رزل کے آؤٹ ہوتے ہی کے آئے کا وعدہ کرنا تھا جسے ملو بابا اس نے جان بخشی کی خاطر قبول کر لیا تھا۔

تاہم صاحب کے مال اور مہال سے اپنی خاصی ہٹ کر نے کے بعد جیسہ دوپہر کا بیٹھ بنی طرف سے کہا باور دی کی پھر لائی ہی ہوں سوئی پڑی تھی۔ چھوٹی بیگنے بھی ان کو بت بھی مانگر وہ ختم میں جیسے وہاں سے بھی چلے گئے۔

انہیں اس آت کر کے وہ دایا ہی توکل کے بخش کے باعث کھو گبت اپنا تھا۔ شہین مہال کے سر پر سوار کام کر داری تھی۔ وہ جہیز کے ساتھ مل کر چڑھ کر کھانے پر پہنچا جسے لکھ جو نہ جاتے اور کسی طرح ایک گھر سے دوسرے گھر سے کاسفر کر رہی تھیں۔ ان کی لادھی تو یوں لکھ دیا تھا جیسے ابھی ان کی بیگن خان کی فرمیں ہر سٹے کو کھانے تارا جا کر گزری ہوئی۔

اسے تم یہاں خاموش بیٹھی ہو۔ شہین نے تلاش کر لی لان کی طرف اٹھلی۔

ہوں۔ بس ایسی دے ڈانگ روم کی بیٹھے والی دیوار سے لپٹ لگے بیٹھے اس نے سروسا کر حواٹ دیا۔

خیرت کی گھر والے باور دیں ہیں اس کے قریب ہی جیسہ کلا مار کر بیٹھے تھے قدر گزار داری سے سوال کیا گیا۔

بابا میں سوچ رہی ہوں کہ مجھے اب گھر مانجا بیٹے اس نے پریشان بیٹھے میں کو تو شہین دیکھی۔

پر گزرتھیں۔ میں نے فرما دیا تھی کی ٹھکی کے باوجود وہیں اس لیے نہیں رو کا کرت دوسرے ہی دے دینے کی لڑ لگا دو۔ شہین کے دھکی جیسے انداز میں انایت تھی۔

مگر مجھے یہاں آئے ہوئے پورا ڈیڑھ ماہ ہو گیا ہے شہین نے۔

سو واٹ تم نے پورے جیسے کینی کشف سال کا وعدہ کیا تھا۔ وہ واضح راہی نہ تھی۔

بیوقوفی میری میری۔ وہ زنی ہوئی۔

تو اب تو جھوٹے۔ شہین نے آٹھین کاٹیں۔

کان کوئی کر کن اور کن کی گئی ہیں با کہ کی شادی سے بچے ہو کر جاتے ہیں دول کی اس نے

بندہ دل اور بد مذہب سے والی سماں کی بی بی کی خاوی کا کر کہ جو کر پڑی ہیں ہوئے والی ہنگام اور اسے رو کا ہی اس لیے تھا ساتھ ابھانے کر کے تھی۔

وہ بیٹھے بیٹھے بٹانے لگی یاد کے آگئی۔

تہیں تو وہ بھی وہاں اور بت ہی ہوتی تھی۔ شہین نے بغور اسے دیکھا۔

ہاں وہ تو ہے۔ بابا اور عادل بھائی کی بڑی ایکوینز اور دی کی شوشل ورلک کی وجہ سے تو ہیں ایلی ہی رہ رہ کر باکل ہونے لگی ہوں۔ اس نے تان دیا۔

اسی لیے تو میں تہیں جاتے نہیں دے رہی۔ شہین اٹھنے لگی تو میں نے پوچھی سے چہا۔ ویسے کیا ہوا کل آئے ہوں نہیں؟

میں کہہ رہی تھیں کہ وہ آج کل ذرا مصروف رہتے ہیں۔ اس نے میں کا جلدیاد باور دیوں کی کی معلومات تو شہین سے بھی زیادہ ہی گزری تھیں۔

مسلحہ جی نے ان کے لیے والی لڑ کر لی ہے۔ شہین کے پاس سوالات کا خزانہ تھا۔

ہاں۔ میں کی فریڈ کی بیٹی ہے۔ اسے کھیل کر لی۔

اس کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ وہ مقرر ہر دوسرے دن ہمارے گھر آتی تھیں۔

اندر میں میں پڑی۔ اور جو جسے غصے میں جاتی کی شکل نظر آتی تھی۔ اس کو اس سے بھی لے کر تان لیں کہ وہ کی جب میں ہاں آئی تھی تو یہاں سے لے کر پورے میں بیٹے گزرتے تھے۔ اب تو وہاں سے بھی اوپر ہوئے ہیں۔ اس کے لیے میں یا سیت در آئی۔

تو کیا تم لوگ ناختمے باغ پر بھی ساتھ ہیں ہوئے شہین نے تھرائی سے دریافت کیا۔ جواب میں وہ قبچہ کر کر رہی تھی۔

ناشیا باغ۔ اسے مگر کو بھی ڈر بھی ساتھ ہیں کرتے۔ وہ ڈوڈ بیٹے ہوئے بدل رہی تھی۔

مجھ میں اسکول کا کالج کے لیے لگتی تھی تو سب سو رہے ہوئے تھے۔

دھنوں کے لیے گھر سے نکلے ہوئے تھے۔ رہ گاہ و زوہ وہ کسی نہ کسی باغی اوشن کی اندر ہو جاتا اور اگر اس اندر تو بھی تھی تو بھری لکھا نا۔

خدا اس سے مزے سے جاتا شہین نے تان دیا۔ اس کے چہرے پر بھی جیتی ہوئی مسکراہٹ دیکھی۔

میں میں ایک آدھ تہا اگر کچھ بھی ہم تمام گھر والے ساتھ ہیں جی جی ہوتے ہیں بڑی فرنگ، نفع نقصان اور سوشل ایکوینز کی فرس ہوتی ہیں جی جی تھیں تو مجھے لگتا ہے کہ میں کی اشاک

ایسٹ۔ میں رہتی ہوں۔ وہ بتاتے تھے سفید ہوتی۔

شہین اس کے خاموش ہونے پر بھی ڈب ڈب

297

بیٹھی رہی تھی نہ کیا کہ اسے تسلی دے یا کوئی دلاسا دینے کو خوش کرے۔

اب ایسی کوئی ہولناک کہانی نہیں سنانی میں نے جو ملے حد تک کیفیت میں بھی ہو شہین کے چہرے کے تاثرات پر اسے ہنسی آئی۔ ایک ہاتھ رس کر کے ہوئے تھیں کہ جلدی تو وہ عقل سے اسے دیکھتے تھی۔

اس کی ضرورت نہیں اس طرح مسکراتے کہ وہ چڑھی تھی۔ ہر وقت کی نو ٹھہرے کا شکار ہنر کر بیویوں ظاہر کرنے کی کوشش کرتی ہو کر تم سے خود کو بوجہ تھری انھیں زباں ذو حال ہو کر کتنی پر کہ۔

مجھ کو ہی میرے درد کا منظم کھلے جتنا اوپر چہرہ تو زمانے کے لیے ہے۔

شہین کی بات پر اس کے ہوں پر پھر ہاتھ

معلوم ہوا۔

یوں تو کوسر و یوڈ کرنے سے تمہارے اندر کی رنجیدگی اور کٹنگ جیتی نہیں رہی بلکہ تم جتنا کیفیت کا شکار ہو کر مزے دہی لگتے تھے تھی ہونے وہ گہر میں ہی کے گہر ہی تھی۔

اس نے میں سے سکھ لی۔

میں شک نہ کرتی ہوں اگر اس کا سب کو دھوکا دینے کی کوشش میں در حقیقت تو فریب کا شکار ہو رہی تھی شہین بھی اسے خازنوں میں کیسٹ لیتے تھے۔

میں تو ہمارا گزری ہوئی اتنی قریب دوست بھی ہوں۔ بہت اندر اس میں لگے ہمارے زبان بہرے اپنے والی بات یوں چھانی ہو رہی تھیں۔ وہ لڑکھوئے پر کہہ رہی تھی۔

کس نے کہا کہ ایسا ہے۔ خود کو وقت بھالتے ہوئے اس نے شہین کے چہرے پر نظر کیا جانے میں خود بھی عقل رکھتی ہوں نہیں۔ وہ لڑکھوئے ہوئی۔

رہی اسے کہنا کہ ہاتھ مل گیا۔

میں میں خاموشی میں ہی اکل ہوں جو تھیرے سر جھڑک رہی تھی دیر غصے سے بل کھانے دھکی

296

اور وہ جب وہی کرتی اس کے پکارنے کے باوجود اندر چلی گئی۔
 وہ شرمین اتودہ میری بات تو سونا وہ اسے آواز میں لگائی اندر آئی تو وہ اپنے کمرے میں بند ہو چکی تھی۔
 کیا ہونا ناراض ہو گئی کہ وہ ظاہر سے ڈرا لگا دوم سے آواز دلا کر پوچھا۔
 بھول : اس سے منہ سورا۔
 مگر اس لیے : میرا ناکا اظہار ہوا۔
 میں معلوم کرنے جاری ہوں وہ وہ کسی مدد کی طلب کر خیال رکھ کر سے ہوئے خود بھی دروازہ کھول کر اندر آ گئی۔ شرمین منہ چھائے پید پر بھی تھی۔
 ایمان سے شرمین تم بھی کبھی غیبی ہی ہو لفظ سے اسے فہم نہ آیا تو پھر غصہ ان کے لیے چھٹکا شرمین کو دیکھ کر پوچھا اس کے لیے پتھر کا اس کا ہاتھ تھا تو شرمین نے غصے سے جھٹک دیا۔ اس نے مسکرا کر کان پڑھ لیے۔
 ایمان بھی لومہائی مانگی ہوں آپ کو کبھی کسی معاملے میں میں راز داری ملے تو جو چر کر نہ لو۔
 تمہاری : بھولنے کے لیے کہتے تھے وہ شوق ہو چکی تھیں شرمین نے بھی اس کے لیے کہتے تھے وہ شوق ہو چکی تھیں کہ جہاں تک وہی : اسے اذیت تھا کہ زیادہ کھینچاؤ نہ دے گی تو شرمین بھی کہتی ہے جبکہ اسے تو صرف بل لگانے سے۔
 چہلوں کو شرمین کا ریکارڈ لگاتے ہیں ہر روز بھائی کو بھی وزن کر کے دے شرمین کو نرم پڑنا دیکھ کر اس کا انتقال لیا۔
 اب سارے بارے کا تھوہ ایک اور شخص بھی ہے وہ بھی میں ہوں سہ ماہی وہ اس کو نیچے تیروں سے دیکھتے ہوئے شرمین نے کہا مگر اس پر ہلکا اثر نہ تھا کوئی ٹوئیں پر بیٹھتا ہے ہونے وہ شرمین کو چھڑنے کا تصور نکال دے رہی تھی۔
 کیا ہو کر شرمین ابھی باہر آتی تھیں وہ اور وہی نہائی ہوئی تھی اور اب پید پر شرمین کی شاہی کمرے کی مانند لگ رہی ہو وہ بھائی نہ ہوئی تھی۔

کی سوچی۔
 ہوں : وہ پُر خیال انداز میں سب کو دیکھتا تھا۔
 وہ اسی بیٹے کی چھین کو وصول کر لینا : شرارت سے کہا۔
 کیا : وہ چاروں ایک ساتھ جین پڑے : اس روز تو بیٹے کی رخصتی ہے۔
 بال تو ٹھیک ہے نا۔ مبارک دل ہے انوں تمام کے کہنے ہوں گے اور وہی آئی پلہ ریشم اور کیا چاہے تو ہیں : اس نے آرام سے کہا۔
 جی نہیں : میں ناخوش ہے اندر تو شرمین اس کے سر ہو گئے۔ ان کا ناخوشی تھا اگر وہی آتا تھا کہ کس کو کسی کی کام کے لیے روانہ نہ کر دیتا۔
 مگر وہ سب بھی ہار ماننے والے نہ تھے۔
 کو چاہتے ہیں : ہر دن کا ریکارڈ کر کے بیٹے کا ناخوش تھا وہ سب خوش ہیں میں صرف تھے ایمان کو یہ سہلی نہ لگتا تھا اس کے لیے بارود بھی نہ لگائی وہ گناہ چوں ظاہریت اسے تقار انداز کرنے کی سعی کرتے ہوئے شرمین صرف تھے۔
 آرش شرمین اور شرمین ایک ساتھ بیٹھے تھے اساتے وہ بیٹوں تھے۔ یوں ہی سوپ کے ساتھ تھا کرتے کرتے وہ اس کی نظر ان تینوں کے پیچھے بیٹھے ہوئے جہڑوں پر سے چھٹی ایک شاہ جہاز پر تھی تو وہی جو جب کسی تھی۔
 کیوں ہے : اس نے ذہن پر زور دیا اور ایک جہاں کا ساہوکار استن کی آڑ کے باقی وہ اس کے ساتھ تو ٹھک سے دیکھ رہی تھی بارہی میں زور تھا جبکہ نظر ڈالی تو یہ جہاں شاہ اس کی نگاہوں کی گرفت میں آ گیا۔
 ادھ : ایک طویل سانس کے کردہ بھی ہو بھیجی۔ بقیہ وقت وہ لوگ سماعت کی تھیں کہ ہر دن کے ہونے جانے کی مانند گنگے سے جبکہ وہ ان کی کیفیت میں بھی جہاں سہا بہت بچا ہے درندہ پلا کے سے میں جہاں اور تو بہت طرف متوجہ رہی۔
 چھین : ظاہر سے پوچھا تو وہ سہلا کر سب سے پہلے اظہار ہوئی۔ وہ انوں کی سہا بہت بچا ہے ہر پرکھانے لگے۔ پہلے مگر کے سماعت سیت

اپر رہتے بھی دو بار۔ البتہ کسی کا نقصان ہو
 بہ سمعان واپس آیا تو فوراً اس کی حالت میں
 : وہ سب بات کو سنی اس اندر جھوٹے جھگڑا کر
 سہرا اب یہ سب بھی اس کا شکر بھی ادا نہ
 سکی اس کی خاموشی کو اب اس گھر کی شہادت
 بچہ رکھ رہے تھے۔ جبکہ سمعان اندر میر جلال کو
 پیدا تھا۔
 : اب تو سمعان بھائی شادی پر اسے پکڑے
 اب نہیں گئے۔ جو بیچ دلا انیسوں
 پیر تمام نئے سمعان کی جیب بلی جو سنے پیر
 اسے چھڑا رہا۔ بار بار سنے بھی خوب ہی آکر اس اور
 کی کار بیکار دنگا۔ وہ دل کی دل میں خیر مزہ
 وٹی رہی۔ سمعان البتہ کا ہے بچہ گھاس اس کے چہرے
 برسے نظر ڈالنا۔ اور پیر بڑا برسے خیر مزہ
 نے زبردستی اس کی دم میں لادو وہ سب بہت
 ایجاد کرتے۔ اگر وہاں آگئے۔ کہ پیٹنے پر پتلا
 لڑکی کا خون آیا تھا لہذا وہ ملی فون بیٹ نہ کر پٹنے
 کر سنے میں سے بھی۔ خوب مہول ان سے بولنا دوسرے
 کے گھر بیٹھ جاتے۔ پیر بھائی دھنسنے کو سنی وہ پوری
 کرچ چپکے کے ساتھ برسے تھیں۔ فون بند کر کے
 طبیعت مزید مکر ہو گئی۔
 سمعان بیڑی کیا تو گھر میں ملاوڑ چٹاؤ میں
 باگنی۔ ملا کر وہ کوئی ایک شور مچا کر گئے والا
 ہی نہ تھا کہ سارا دن گھر کو سر پھاٹے رکھا ہو۔
 کر بھر خوراک کے جانے سے سب تھوڑے سے
 زبردست ہو گئے خصوصاً آرش جن کے لیے تو پیسے
 پیدا ہوتی اتنا حق ہی تھی۔
 : میرے خدا۔ وہ مر چکا۔ چھوٹی گئی۔
 : سب کیا ہو گیا میرے خدا۔ کیا میں سمعان
 وانا تیار کر سکتے تھی جو کہ اس کے لپٹ رہے
 اس آرش کی ایک دہی سے مکر یہ تمام جانتا
 زبردست جلال کا حق ہیں۔ وہ اپنا کام کر رہی تھی۔
 : اور میر جلال کا فرض ہے؟ : ذہن سے
 سوال کیا۔ : میں کہو وہ اپنی حقیر کو کھلا کر دوستوں
 کی بی بی افورڈ کرتے پھر رہا۔
 : مگر پھر بھی مجھے تو اپنے والدین کے دوسرے

ایک بھتی شادی کی تاروں میں مصروف رہ
 کر سو رہی۔ جنہیں اور شرمین کی طرح بار بار دور
 ظاہر بھی بہت ایکساٹو تھے۔ جانے سے ایک
 دن پیسے اس نے بے انکشاف کیا کہ وہ ان کے ساتھ
 ایک بھتی پیسے ہیں جانے کی ایک بھتی شادی
 والے روز داوی انماں اور دنیا جانے آئے گئے تو
 ان کے ساتھ اسے کی شرمین اور شرمین نے لیا
 گی۔ رہو گئے۔ سمعان اس فعلی حرکت پر سوخت
 ناراضگی کا انہماک رکھ رہی تھی۔ سمعان نے شرمین
 : آخر تمہیں تکلیف کیا ہوئی ہے جو پیسے بھانے
 یہ بیعت کھوئی گری۔ شرمین کا بارہ ماٹوں سمعان
 کو چھوڑ رہا تھا۔
 : میں تو نہیں : اس نے کاہلی سے پر بارے
 ہوئے۔ مطلب تو انہیں تم سے آخر کھر پرہ کر
 کرنا ہے۔
 : وہ دھنسنے بھانے ہیں : وہ رور جواب آیا۔
 : وہ تم وہاں جا کر جا سکتی ہو : جنہیں نے فقر
 دیا۔
 : دیکھو آرش : میں نے بڑی مشکل سے رکنا تھا
 کو راجھی کی تھا تمہیں ساتھ لے جانے کے لیے ایک
 تم میری غمت خاک میں تو نہ ملاؤ : شرمین تقریباً
 رو رہی تھی۔
 : افورڈ کیا ہو گیا ہے نہیں میرے زمانے سے
 کوئی قیامت تو نہیں آجائے گی۔ اگر میں باں دھنی
 آتی ہوں تب تو تمہیں یہ شادی ایشیڈ کی ہی تھی نا
 تو اب اس قدر سیر کیا ہو گیا ہو رہی ہے : باگنی نے
 بے مروتی کا مظاہرہ کیا۔
 : ہر ایک ہی سے پیلو مہینوں کی بارے کی کی :
 شرمین کے لیے جس معنی نیری سمٹ آئی۔
 : بارہا وہ تباہی لڑکی کی شادی ہے۔ تم کو کھلاؤ
 میں بعد میں آجاول کی داس کی شرمین کا کھلاؤ لڑاؤ
 کرتے ہوئے رسایت سے کہا : وہ پیسے داوی
 انماں کو بچاؤ جان ہی تو لیکے جو بچا گیا ہے : بہار
 بڑا ہوا تھا۔
 : ذہن کوئی ہر ایک پس ہو : جنہیں پر دھانی اس

بہت ذلیل ہو تم۔ اس نے شرمین کی کمر میں
 دھجکا جھڑوا۔
 "آپ نے؟" شرمین نے انکساری کا آخری
 کوشش بھی کر لیا۔
 اب پلوسا سے کہنے کے بعد جسے نہیں اٹھایا
 گیا ہوں کا پوجہ زبردستی اس کی مدد سے کر وہ
 نیچے پھیل گیا۔ چونکہ سامان اس کا تھا سودا جانہی
 پڑا۔
 سامان کا فون آیا ہوا تھا وہ سب جملہ کر کے
 کیا کیا کر رہا تھا۔ ساتھ ہی بائیاں بھی کھینچ
 منگوایا تھا جو وہ جلدی میں نہیں بھول گیا تھا۔
 "شاہاں بڑی سعادت مندی ہو۔ طاہر نے
 ریسورٹ کو اس کے سوٹ کپڑے کو بھی نظر میں لے
 دیتے ہوئے کہ تو وہ انکار سے شرمین کو دیکھنے لگی۔
 بھائی! یہ بہت عقول لوگ ہے۔ اس کا سامان
 سامان میں نے یہ کیا ہے اور اس نے صرف مجھے
 بیچو کو سنا ہے۔ شرمین! اچھی خاصی تلی ہوئی
 تھی۔ اس کی منہ کے نیچے اسے اس کا سامان سامان
 بیک کرنا پڑا تھا اور نہ تو خواہنا سامان اس نے
 اٹھا اور شرمین سے زبردستی بیک کر دیا تھا۔
 "رمیش! منہ کی جرات سے اس کی کو دیکھا۔
 وہ ہے ساتھ نہیں پڑی۔ ویلے یہ کر بیٹھ کر اس
 کو جانے کہ اس نے شرمین سے صاحبہ کے فون کا کام
 کر دیا۔ ورنہ تو اور کون کلام کر جائیگا مشکل سے
 شرمین کے کہنے پر وہ اور مدد ملی۔ اور اس سے ٹھٹھ
 کرتے گئے۔
 "اچھا ابیر جا کر سامان کا برف تھا اس لاکر
 بنال سامان میں کدو۔ ورنہ بعد میں یاد نہیں
 رہے گا۔ طاہر نے شرمین اور شرمین کو ایک دوسرے
 سے الگ دیکھا تو آرش کو بتاتا ہر نکل گیا وہ دس
 سہرا لہ رہ گئی۔
 وہ فون نہیں نوک جھونک میں صرف تھا باقی
 نے انہیں دیکھا اور طاہر نے اوپر آگئی شرمین
 سے کہنے تو کدو دے تھے باقی سامان اسے خود
 رکھنا تھا۔ کمرے میں آکر کچھ بڑی دیکھا گیا غزو
 بینک بنگ میں بھی اور سامان کے کمرے میں آگئی۔

بریف کی کتابوں کے ریک کے نیچے رکھا تھا اس کی
 نظریہ ریف کیں سے ہوتی کتابوں کے ریک پر مگر
 گئی۔ ایک سے بڑھ کر ایک کتاب موجود تھی۔
 وہ بریف میں چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہو گئی۔
 پروین شاکر کی "ماہ تمام" اس کی قریبی جانب
 منہ کر لائی اس خیال سے کہ بڑی بک کے
 سفر میں وہ اس جوہر کلام سے فیضاب ہو گی اس
 نے کتاب بیچنے کی کتاب تو دیکھیں آگئی مگر کوئی
 پرکھی کر کے ڈائری باقیہ گئے سے نہیں پرکھی
 اور گر کر پھلی۔
 "افوہ۔" اس نے کون سے نظریہ میں بھی
 مگر اگلے ہی لمحے کٹا دھکیں میرانی سے پھیل
 گئیں۔
 میری تصویر یہ ڈائری سے نکل کر اچھر
 بچھنے والے سب تصویریں اسی کی تھیں چھترین
 کے نکاح والے دن کی تھیں اور قید وہ جس جو
 اس نے مختلف جگہوں پر چھ کر بنوائی تھیں۔
 "مگر یہ سب کیا ہے اس؟" وہیں کا ریش
 پر چھ کر اس نے ایک ایک تصویر اٹھا لیٹ کر دیکھی
 اور سر دھول باقیوں میں تھا اب۔ ڈائری کے پرق
 ہوا سے اور بچھے جاتے کی سوچ کر اس نے
 وہی صفحہ دیکھا متوجہ کی کہ جس میں سے تقاریر
 برآمد ہوتی تھیں۔
 وہ آٹا اس نے دیکھا اور فتح کر لیا آتش جن
 واقعی تیز کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ ایک صفحے
 پر رکھا تھا اس نے دیکھا تاریخ اس روز تک تھی
 جب وہ دیوار بیکر آتا تھا۔
 وہ دیکھا کہ اس نے تصویریں سے میں اسے کچھ نہیں
 سکا مگر اسے انور بھی نہیں کر یاد پاتا۔
 اسی کے متعلق رکھا تھا۔
 "وہ بلاشبہ سادہ مگر بہت میں چھ لاکھ فون کی
 مانند دھت زور اور خوب صورت۔
 "وہ مشا پر پڑ رہی تھی دل کی انتظار کیفیت
 خیر پہنچ جا رہی تھی۔ ڈائری کے تمام صفحات
 اس کے دگر سے چمکے تھے نہیں اس کی تعریف
 تھی اور کہیں اس کے لیے ہمدردی۔

دیوار تو اس نے گھر کی پچھائی تھی مگر بچے
 لگاتے کہ ایک دیوار اس نے میرے ارد گرد ہے
 اس تعلق میں پچھائی ڈال تھی جو میں نے بڑے
 زور سے اپنے دل کے احوال لکھ کر تھا وہ ان
 فیکوں کو بھی آتب لگا بھی ہے جن کا مشہور بھی
 کچھ بڑھ رہا تھا۔ صفحہ کے نیچے چیلے اسے
 بے قرار کر کے۔ صفحہ میں اس کا فتح اور اپنی
 شکست کا اقرار تھا۔
 "آج ایک نئے بعد پڑی ہے واپسی پر آرش
 کی انکھوں میں جو بولے تالی میں نے دیکھی ہے اس
 سے میری ساری تھکن میٹل لی ہے۔
 "اوہ میرے خدا۔" سامان نے چونکہ رکھا تھا
 وہ ہی نہ تو تھا۔ اسے یاد آ کر اوائی اس روز اسے
 دیکھ کر وہ اس قدر خوش ہو تھی۔ اور اس وقت وہ
 احساس اس قدر جاندار تھا کہ بے پروا رہا وہ اسے
 چھاپا جس دس تھی۔
 "بچے مجھے بھی ڈانگیں نہیں جاتے تھیں
 بچے کہ جب آرش پر میری جھول کی اصلیت کھلی تو
 وہ ضرور سا مینڈے کے اور میں اس کا انتظار کر رہا
 گا۔
 ایک بچہ لکھا دیکھ کر وہ لگتی میری جھول کی اصلیت
 سے سامان کا ایک طلب تھا وہ واقعی بڑے تھیں۔
 "میری زندگی کی سب سے بڑی حقیقت اس ہے
 ہے۔ مگر ان کو کہ میرے ارد گرد رہتے ہوئے
 میں بھی سے حدوں کے خالص رہے۔ یہ خالص
 کیونکہ میں گے؟ اور بکھلی گئے؟
 "شاہد نہیں ہیں ڈائری بند کر کے اس پر زور
 لگاتے ہوئے اس نے سوچا۔ آخر خود کو کدو نہ بکھے
 تھے۔ نقد کرنا کدو کدو جیسا کہ اور بکھیرا تھا وہ
 گھٹ گھٹ کر دیتی۔
 سامان کا اعتدال فرشتہ کی جانفا اس کو
 جنہ زور سے سادہ کدو بکھیر کر کے لے گیا
 اس اس دن تھا۔ اچھی کدو تھی اسے کدو سے بھی
 قتل کرنا کہیں کرنا پڑا تھا کہیں اب تو سامان
 کی کواچوں سے نہیں اس کے اندر نوٹ بکھا رہے
 تھے۔

استاد ابراہیم امان اللہ وہ طلب گئی میں اتنی
 مضبوطی تو نہیں کہ اتنی سخت آزمائش میں پوری اتر
 سکوں۔ تو یہیں کوئی میرا ضبط امانیابہ دل
 ہی دل میں شکوے نہیں رہے تھے۔
 بھٹکل خود کو نپوڑ لے کر اسے اس نے ڈائی اور
 "ماہ نام۔" واپس ریک میں دھس اور اپنے کمرے میں
 آکر بند ہو گئی۔
 جب کوئی کدو اسے ہانے کے لیے نہ ملے
 تو کدو کی خوش و غمگار ہوتا ہے وہ تو میں سے
 اپنے اٹک بچے کے حوالے کر کے لی عادی تھی
 اور وہ بچے کے بغل میں اور بچے ساتھی کی طرح
 آج بھی اس کی انکھوں کا نمکین پانی کی راز کی طرح
 اپنے اندر چھپا لیتا تھا۔
 وہ پرنک وہ کمرے میں بند رہا اور شاہد
 سارا دل ہی دل میں کدو جاگتا شرمین سے وہ فون
 ہی بجا کر اسے تھاکر دیا۔ وہ اچھی خود کو ہزار
 بھلاہوں سے شاد رہنے پر راضی کیا۔ انکھوں
 میں سرخی بھلاہ رہی تھی۔ ہائی ڈال کر اسے کرنے
 کی کوشش کی اور بال بکھیر کر باہر نکل گئی۔
 "بچے ماہ نام تھا۔ سب لوگ بے حد فریض اور
 مسرور نظر آ رہے تھے۔ وہ طاہر سے باہر کے
 کیسٹ پر لکھا گیا کدو کدو کی جاتے کون کوئی سے
 پروگرام کدو کدو اور زہن بٹانے تھے۔
 "کدو کدو کدو میں بھائی بھائی ہو کر شور
 مارتے تھے۔ باہر اور شرمین کو اس حد تک خود کو
 دیکھ کر وہ بھی مسرور۔ دل کا درد تو پھوٹا پانا ہی
 تھا۔ البتہ اندر ہی اندر ایک ٹوٹا فون کدو سے
 رہا تھا۔ اس کی کدو سے باہر تھا وہ دل کی طرح
 سامان کا سامان کدو کی کدو کدو کدو کدو کدو
 کے؟ اپنی انکھوں کو مال دل سننے سے باز
 رکھ بٹانے؟ کئی سوال اس نے دکان کر رہے تھے
 میں بند ہو گئی۔ سب سے اپنی جلدی سونے پر
 اعتراض کیا تو میں نے جلدی میں اور فریض ہو کر
 جانے کا بہانہ ڈھونڈا اور میرا کئی۔ اب سب لوگوں
 کے سامنے حوا کی کسی چیز کی مانند ضبط اور سخت

سمجھے اپنی کمزوری کا اظہار اُسے قطعی گوارہ نہ تھا۔ تباہی
میں خود کو سمیٹنا آسان ہوتا ہے اس لیے وہ کسی کے
سامنے سے گریزاں تھی۔ اکیلے میں اپنے آپ کو ریزہ
ریزہ کر کے توڑنے کے لیے اسے بہت سادقت درکار
تھا۔ پوری رات یوں ہی بکھرتے سمٹتے گزر گئی۔ صبح
شرمین اس کے کمرے کا دروازہ بجائے بنا ہی اندر
آئی تو وہ راکنگ چیر پر آنکھیں موندے بیٹھی نظر آئی۔
ڈیک پر اینٹیکل بالٹن کا گانا نک رہا تھا۔

I CAN BEND . I CAN BREAK

I CAN FELL

I AM NOT MADE OF STEEL

I AM NOT MADE OF STONE

(میں جھک سکتی ہوں، ٹوٹ سکتی ہوں، محسوس
کر سکتی ہوں، میں فولاد کی بنی ہوئی نہیں، میں پتھر کی بنی
ہوئی نہیں)

شرمین عسٹک گئی۔ آرش کے چہرے کے تاثرات
گانے کے ہم آہنگ تھے جیسے وہ گیت کے بولوں میں ڈوب
گئی ہو۔ اس نے آگے بڑھ کر ڈیک آف کر دیا تو وہ
چونک گئی۔ آنکھیں اٹھائیں تو سامنے ہی شرمین کا
ہیو لاء نظر آیا۔

”تم اگر یہ اعتراف نہ بھی کرتیں آرش تو بھی ہم سب
جانتے ہیں کہ تم محسوس ہی کرتی ہو اور برداشت بھی نہ
شرمین نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کا ہاتھ محبت
سے تھاما۔ وہ بے یقینی اور کچھ نہ سمجھنے والے انداز
میں اسے دیکھنے لگی۔ ”رہ گیا تمہیں اسٹیل یا پتھر کا بنا
سمجھنے والا معاملہ تو سچ تو یہ ہے کہ تابش اٹکل اور فرحانہ
آنٹی نے تمہیں بہت غلط سچ کیا ہے۔ تم اگر ان کے
امتحان میں پوری اتر بھی گئیں تو زندہ تو نہ رہ سکو گی۔“
بہت دکھ تھا اس کے پیچھے میں۔

”شرمین۔!“ اس کے تو اس بمشکل جاگ پائے۔ آنکھوں
میں نمی تیر گئی۔

”پلیز۔“ شرمین نے اسے کچھ پونے سے پہلے ہی
روک دیا۔ ”اب میری بیان کردہ حقیقت سے منکومت
ہو جانا پلیز آرش۔“ بڑی عاجزی سے کہا۔ ”تو وہ سر جھکا
کر اعتراف کر گئی۔ کمرے میں اچانک خاموشی کا راج ہو گیا۔

دونوں الفاظ تلاش کر رہی تھیں۔

”اچھا چلو اب آٹھو۔“ نیچے سب ڈانٹنگ روم کا
رُخ بھی کر چکے ہوں گے، ”شرمین یکدم تیزی سے کہتی اٹھی
اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی کھینچا۔

”تم چلو۔ میں آتی ہوں۔“ اس نے بال سمیٹ کر
کسمندی سے کہا۔

”ہرگز نہیں۔ میں تمہیں ساتھ ہی لے کر جاؤں گی۔“ ہو
جلدی سے بریش کرو۔“ اس نے واش روم میں دھکیلتے ہوئے
حکم سنایا۔ بالآخر وہ اسے ساتھ لے کر ہی ملی۔

اسلام آباد سے پنڈی تک کے اس مختصر راستے میں وہ
چاہنے کے باوجود کچھ سوچ نہ سکی کیونکہ عنبرین اور شرمین نے
اسے ایک لمحہ بھی غم نہ ہونے دیا۔ دو ماہ پہلے جب وہ
اسی رستے خان بابا کے ساتھ آئی تھی تو کتنی خوش تھی اور
آج اس کی سچوں میں کیسا غلام ہر با ہو چکا تھا۔

پنڈی پہنچے تو موسم بے حد خوشگوار ہو رہا تھا۔ وہ
کافی فزیش ہو چکی تھی ہم عمروں کی باتیں اسے بھلانے میں
صد فیصد کامیاب ہو چکی تھیں۔ گیٹ پر انہیں سمعان ملی
ہی ملا۔

”چہم مارو مشن دل ما شاؤ وہ انہیں دیکھ کر خوشدلی
سے آگے بڑھا۔ آرش نے اُس کے پیچھے ہونے تمام جملوں
کا عکس اس کی آنکھوں میں محسوس کیا۔

”بھئی لال قالین کہاں ہے؟“ بابر نے ادھر ادھر
نظریں دوڑائیں۔

”وہ تمہارا اندر انتظار کر رہا ہے۔“ سمعان نے گیٹ
کے اندر کی جانب اشارا کیا۔ جہاں ایک طرف لال قالین پہنا
پڑا تھا۔ ”تم چل کر اسے بچھاؤ، میں ابھی آتا ہوں۔“ اُس نے
شوخی سے کہا تو بابر نے رنگ برنگے منہ بنانے شروع کر دیے۔
”اب چلو میں تم تک گئی ہوں۔“ شرمین نے بابر کو
دھکیلا اور آگے بڑھ گئی۔

عنبرین کی خالہ نے بڑی محبت سے اُن کا استقبال
کیا تھا۔ اس سے ملاقات تو ہو چکی تھی عنبرین کے نکاح والے
روز اس لیے وہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ سمعان
کی چھوٹی بہن سے شرمین کی کافی گڑھی چھنتی تھی جبکہ متوق
دلہن کے ساتھ عنبرین کی زبردست دوستی تھی۔ وہ قوائے
ہی اس کے پاس جا بیٹھی، شرمین اور وہ سمعان کی بہن

ٹوہیہ کے ساتھ دوسرے کمرے میں چلی آئیں۔
 تھکن کو توئی خاص نہیں تھی بلکہ وہ گھونچنے کو
 بہا کر گئیں۔ ٹوہیہ کی دوازن بھی جی کی ہوئی تھیں۔ چینی بیکم
 لکی بہت کے ساتھ مصروف ہو گئیں۔ آدھن سے آدھن اور
 لکڑیوں دوازیں تو معلوم ہو کر باہر ایک لڑکے کے ساتھ
 خوش لپکوں میں مہر ہوا تھا۔ اس نے شعل سے انداز لگا
 کر وہ یقیناً سمعان کا بیٹا ہے۔ کافی غامت کی دوازیں
 کھانے کی میز پر چل کر خود لکڑیاں تمام لکڑیاں کھل
 تھانے باؤ اسے پچھل کر سمعان سے چھوٹا ایک بیٹا
 نعمان ہے جسے اس نے باہر کے ساتھ دیکھا تھا۔ وہ بچپن
 فاکر اور توہیر۔ فاکر کی شادی اب تک وہ سب کئے ہوئے
 تھے۔ اس کے علاوہ ان کے ایک بڑے شادی شدہ بیٹا
 کے باعث شادی ہونے والی نہ ہو سکتے تھے۔
 چینی بیکم کی بہن نے سمعان کی والدہ بھی کی طرح
 دوست لڑا اور یہاں ٹوہیہ شادی سے خاتون تھیں۔ جن
 کے شوہر بھی تمام زہر دار ہیں ان کے شوہر کے خودی لاکڑ
 ہوئے تھے۔ اسے سمعان کے والد بہت اچھے کے عشیق
 اور ہمہ البشے تھے۔
 کھنچ کر اس کا بڑا بھائی۔ اسے دیکھ کر خبر کی ہوئی
 اور وہ کئے بنا نہ رہی۔
 وہ تمباکون کو چھنی خاص فیصل سے تعلق رکھتے
 ہیں۔
 تو کیا تم انہیں غفلت حال قسم کا شخص سمجھتی ہیں
 وہ نہیں۔
 یہ خیال دیکھ کر وہ اتنی ہی آتشی
 کے مہر نہیں۔ مزاج سے تھے جو نہیں ۱۱ وہ سادگی سے
 کہتی۔
 ۱۱ ظاہر ہے، اب تو یہ کہ تمہاری طرح ایک لاکڑ کا ہونہ
 ہوتے رہے رہا۔ ۱۱ شربین نے اس کے چیلے پر چوٹیں
 جو کہ وہ جی کی خواہش پر پانے کی سزا اور شربین اول
 تو اسے عادت ہی ہو چکی تھی مگر جب شربین کے نکاح
 والے دن خود کو شربین کی لڑائی دیکھا تو اس کے بعد
 سے اس نے اپنا تھک علیہ۔ خاصا سدا سدا کیا تھا۔
 ۱۱ کیا مطلب ہے، اس نے شربین کا نشان کیا۔

۱۱ اب وہ یہاں تو قوی کھیل، شروع ہونے والا
 ہے ۱۱ برابر وہاں ایک چانک کی دارد ہوئے نعمان کی
 بات پر وہ بڑی بڑی ہو گئی۔ ہاتھ نیچے کر لیا۔
 ۱۱ کیر آن۔ کیر آن۔ کیر آن۔ ہم سب سے نہیں کے عقبرا
 ہی ۱۱ ہر کو آکھ مار کر شربین سے کہتے ہوئے نعمان کو
 اس نے فحاشات سے دیکھا اور شربین کی ہرگز مکاری
 ۱۱ نہیں رہتے ہیں۔ دیکھ کر بھی سہی۔ اب وہ تو نہیں
 ہو رہا۔ ۱۱ وہ نے مزاج پر ٹوٹ آئی۔
 ۱۱ اب وہ ۱۱ وہ دربار پر ہنس پڑے۔
 ۱۱ تو آپ بھی زبان رفتی ہیں ۱۱ نعمان کے لیے بڑی
 حیرت کا لمحہ تھی۔
 ۱۱ بی۔ ۱۱ وہ شربین سے جھکی۔
 ۱۱ میں بھی منہ میں زبان رفتی ہوں
 کا شس پر چھو کر مدعا کیا ہے
 ۱۱ رطب اس سے منہ پر لٹا۔
 ۱۱ مگر کڑا۔ ۱۱ باہر نے داودی۔ شربین الیہ شربین
 کے تھک پر ہو کر اٹھ رہی تھی
 ۱۱ خود پر چھین کے دیکھا مگر فی الحال تو آپ دوازیں
 کو ٹوہیہ سے ہلا رہے ہیں وہ شاید کپڑے پیکر کر رہی ہے
 میں نہیں اعلان دینے یا افسانہ ۱۱ نعمان نے بے لکڑی
 سے کہا اور چلتا ہوا۔ وہ دوازیں بھی اس کے پیچھے
 چلی آئیں۔
 فاکر کے کمرے میں سب لوگیاں جمع تھیں۔
 دروازے پر ایک نیا سمعان نظر آکر ۱۱ اس وقت وہ ہنستا
 مسکراتا ۱۱ حضرت سے زیادہ ذہر دار نگ رہا تھا
 سارا کام اس کے کندھوں پر تھا۔
 ۱۱ راستہ میں سمعان لپٹا ۱۱ ۱۱ شربین نے پیچھے
 آکر زور سے کہا۔ وہ دھمکھ کر پڑا۔
 ۱۱ سہ کہا۔
 ۱۱ اچھا کچھ ادا رہا ہے میں ۱۱ شربین حیرت کا
 اظہار کرتی لکڑی چلی۔
 ۱۱ شربین کو آئی۔ ۱۱ اسے جانا، کچھ کہہ کر ہوا
 تو وہ چمکی۔
 ۱۱ کس لیے۔ ۱۱ سادگی سے سوال کیا۔ کا ش کے

اور چہ شور اور سوٹ پر پڑا اس کا سف لگا شانگ پیک
 دوڑ پڑے اور بڑی فریسیں لگ رہی تھیں۔
 ۱۱ آپ کا آمد ۱۱ وہ بانہ پلٹتے ہوئے حاف کوئی
 سے پولا
 ۱۱ وہ ۱۱ وہ کھلکھلا پڑی ۱۱ سب نے بہت ہلار
 کیا تو آئے ہی پڑا۔
 ۱۱ گویا کہ اھر سے کیا گیا تھا۔ آپ اب مان لیتے ہیں
 معنی خیزی سے کیا گیا۔
 ۱۱ یہ تو سلامہ کی نوعیت پر غصہ ہوتا ہے۔ درنہ تو
 میں سے حدیث کی لڑکی ہوں ۱۱ وہ بڑے مزے سے
 بات کو کھنچ کر قدامت لکڑی بھانسی۔ سمعان کے کہوں پر
 دلاؤ نہ ہنس گیا۔
 اس نے اچھے ماحول اور پر غلوس لوگوں میں دن گزارنے
 کا پتا ہی نہ چلا اور ایک ہفتہ پر گرا کر لپکا۔ سمعان کی
 شادی کے فتنہ میں لوگ بھی اسے شربین کی طرح
 ہی آگے لے کر رکھا جب کہ وہ مزید دیر سے کی شربین
 میں بھی مکران سب کے آگے اس کی ایک نئی فاکر
 اور ٹوہیہ کی فہر ز اور زنگ کے ساتھ جگہ جگہ کرتے ہوئے
 وہ خود کو کسی کی نقروں کے حصار میں مقید محسوس کرنے
 کے باوجود بھی قطعی آخام نہ رہی۔
 البتہ ٹوہیہ نے سمعان کے لئے اسے سب سے
 متعارف کرایا تھا کہ کچھ کھٹک گئی تھی۔ اسنے دونوں
 میں اس سے محسوس کیا تھا کہ سمعان اور ٹوہیہ میں
 بہت زیادہ ہما ۱۱ کچھ بھی کہہ کر دوسرے کے
 لڑاؤ نہیں تھے یہ اعلان سے شربین سے ہی تھی۔
 جتنی جتنے اس کے اور شربین میں غریب کے تقریباً
 ایک سہ سے بڑے ہونے لگے۔ جو کہ تھکے بھاری تھے۔
 شادی والے روز داڑھی ماں بھی آئیں خود تو کوکرا
 محفوظ محسوس کرنے لگی۔ سب لوگوں کی موجودگی کے
 باوجود ایک عجیب غریب کی تنہائی اسے پریشان کرتی
 تھی جتنی گوجا جان اور داڑھی مال کو کچھ اور احسا
 زائل ہو گیا۔
 ٹوہیہ کی بھیابی کے علاوہ سب کی اسے اچھے
 گئے۔ وہ ذرا مزید رسم کی خاتون تھیں۔ سب سے
 الگ تھک اپنے ذہم میں دو دو رہیں البتہ ان کے گھر
 میں سے دوسرے کمرے میں چلی آئیں۔

کا پیچھے تھے۔ اسے یہ انداز لگنے میں مشکل پیش
 نہیں آئی کہ سمعان کا گھر نہ بہت سادہ اور پر غلوس
 ماحول کا پروردہ تھا۔ اسے وہ سب کچھ اچھا لگا
 شادی والے روز سمعان نے وہی کاٹائی کی تھی
 جو اس نے اسے نقط کی تھی۔ اسے دیکھ کر ایک بڑی
 سی اس کے اندر گھڑی۔ ۱۱ حیرت کر نہ سوٹ میں لوگوں
 باہر کے ساتھ وہ بھی اچھی لگ رہی تھی جس کا
 قیمت سمعان کی انھیں کیوں نہیں دانی ہو کر
 سے رہی تھی۔
 کچھ دیر کے بعد وہ سب کچھ لکڑا اس خواب
 آئیں ماحول میں کھوئی اس کے خوابوں کے میں مطابق
 تھا۔ ایسے میں ہر جلال اور ہی پاپا کے فیصلے کا خیال بھی
 اس کے ذہن سے غور ہو کر اور وہ حرف اور عرف و معلوم
 اس میں جس کی جس کے کندھوں پر کسی کے فیصلے
 کا کچھ نہیں رہتا تھا۔ وہ آواز کی اور خوش بھی ہر دو
 مکن۔ سمعان کی محبت بھی انھیں اسے زندگی کے
 تکلیف دہ حقائق کو کھیلانے پر مجبور کر رہی تھیں۔
 اس کا دوسرے خود کو دھوکہ دینے کے لیے سدا ہاتھ
 سواں ۱۱ ماحول میں کھوئی اس کے پیشانی کی فکر
 کو بھی پشت ڈالتے ہوئے بہت خوشی سے ہر شربین کی فکر
 انجیز کیا۔ خود کو بہت پر اعتماد رکھنے کے باوجود وہ
 سمعان کی انھیں میں چلتے دیوں کی تاب نہ لایا یہی
 تھی۔ بہت کوشش کی کہ اس سے تم سے کم سامنا ہو کر
 ایک کھنچ پڑتے تھے۔ اس پرستار ۱۱ اس پرستار
 ٹوہیہ کا دوسرے تھا جو کہ سمعان کو اس کے پاس رک کر کوئی
 رسمی بات ہی کرتے۔ کچھ کھنچ پڑتے تھے کوئی انھیں
 میں سمعان کا توپ خوب ہی دیکھا تو لگائی۔ خوشی سے
 چھینتی یا بھی شربین سے شربین سے خود قریب ۱۱ اچھا تو کر
 جاتی ۱۱ اور وہ لگا رہا تھا ۱۱ انھیں ہنسنے بھی ہنسنے ہو جاتی۔
 ۱۱ یہ وہ دن تو میں نے یہاں لڑا ہے شاید مقام غمزہ
 بھلا سکوں ۱۱ رات کی تنہائی میں ایک ہی سوچ غالب
 رہتی ۱۱ انھیں سمعان کی گورڈی ۱۱ یہ خود سے سوا
 کرتی ۱۱ تمہیں بھلائی تو خود کو فراموش کر دینے کے سوا
 ہے۔ جانے میں ہی ہر اوروں پر گھر بھی پاؤں یا انہیں ۱۱
 یا بہت اس کے احساسات کو کھنچ کر دیتی۔

الفاظ بکیرے لگا۔

”زہدیت توڑنے سے ظاہر ہے فی الواقع لاؤجین
داخل ہوئے تو نے سانگ گائی۔
”کیا؟“ بابائیں۔ سجدی ”سب کوس جینے فائز
”کود کی کون تھی۔
”پروں نے منتھی فائز مگر ہی ہے۔“ اُن نے
گواہ ماکہ۔
”واقعہ۔“ مارکس نے خوشی سے ہال بکائی۔
”وینے۔“ فیل خیر عرف ہیں خوشی کسکی تھی۔
بابائیں نے پھینکے۔ ”نور کولہ۔“ کیونکہ زہدیت
خیر، سننے کا سب سے زیادہ دشمنی تھا۔ اور خیر
مرد بھی اُسے ہی ہوتا تھا۔

”وتمہارے ذلت میں کون سی کمی ہو گئی ہے اس
فنا شدہ خیرے“ چڑھانے والے انداز میں شکر اکر چڑھا۔
”ظاہر سچائی آپ پر یوں کا پروگرام بن چکا ہے ہم
سب چلے گئے“ عیسائی نے سب کی طرف سے کہا۔
”بائبل بائبل“ اس نے گون بٹائی۔
”اوکے۔ اب احیاءِ زمّت تم نے لینا آدش“ ظاہر نے
کہا۔

وہ چلاؤں انجان تھے۔ بڑے فوراً نڈی کی طرف متوجہ
ہوئے تو وہ ہنسی چل گئی۔
”سب لوگ کہاں ہیں؟“ مسلمان افسر نے پوچھا تو
گھڑی میں غمزدگیاں غاصی ہو گئیں۔
”شرین بزمِ انارکلی کے حکمران کے ساتھ سامنے والوں کے کمر
کئی ہیں۔ بیسٹے کے کرائے کے شوہر کا ایک بیٹا بیٹا ہو گیا تھا
لاچار ہیں آئی ہیں۔“ اس نے یہ میزبان ایک طرف دیکھتے
ہوئے بتایا۔
”جدا۔“ اب نہیں کہیں، سامنے والے صوفے پر
بیٹھ کر سہاواں رہا۔

”نہیں۔ مجھے اچھا نہیں لگا یوں بفر جان پہچان کے کسی کے کھر ہانا۔“ س من سے کندھے اچکا کے۔
 ”ہوں۔“ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ ”شرمین آج بے تر اُسے لکھنے کے چائے میں کرے میں پہنچا دے“

بڑے الجہان سے کہتا تھا کہوا اور دہری انفراس
 پڑاں لکھ لکھ گیا۔
 ایک مطلب ہوا کہ بات کا اے اس نے سوالیہ روش
 اڑش کی طرف کیا۔
 مذاق کو دل سے بیٹھتی وہ بے فکر کا مفاہم
 کرنے لگی وہ جانتے جانتے کہنے کو کہیں اندر
 ٹھہرا لاڈ لی تصویریں جیے جیے بیٹھی ہیں۔ آؤں ہیں
 میں وہ جانتے جانتے کہنے کیسے گریباں رہے گی۔
 چھوٹا تھک دہر میں لکھ خوف رہے۔ ظاہر
 ہوا ہے تو کھر کے ساتھ اڑتی تو اسے سمعان کو کھنڈ اٹھا
 کرنے کی ضرورت ہیں۔ چہنچہن اے ادرت کے کھنڈ کے
 ابدہ وگ داپی کے سے نکل کے۔

واپس آکر وہ بہت اپ سید رہی۔ جانے معاف کیا کہتا جا رہا تھا۔ بلا وجہ ہی اسے انکار کیا۔ کاش میں ہی لیتی اس کی بات تو میں لیتی تھی تو نہ مگر ہر حال جلد ہی پینہ میں معروف ہو کر وہ سب کچھ زبان سے جھٹکنے کی کوشش میں مشغول ہو گئی۔ حتیٰ کہ چند روز بعد یہ سمان واپس آیا تو وہ خود کو نارواہ ظاہر کرنے کی کامیاب ہو گئی تھی۔ اسے گریز فیصلوں کو بار بار سے شبیہ کر کے دے

پھر سے اپنے حصار میں بند ہو چکی تھی۔ اب نہ تو وہ
سمعان کے سامنے نورس ہوتی نہ ہی اس کی آنکھوں کی
تحریر پر کشمکش ہوتی۔ بلکہ اول روز والے اعتماد کا مظاہرہ
کرتے ہوئے وہ ایک ایک کر کے سمعان کے تمام مغوضے
رو کر جاتی جو اس نے بڑی میں اسے بالکل مختلف
”روپ“ میں دیکھ کر اخذ کئے تھے۔

نکبھی کے دن بڑے اور نکبھی کی راتیں۔ چند روز پہلے جو جذباتی غلبہ اس کی سوچوں پر حاوی ہوا تھا، اُسے دماغ نے دوبارہ شکست فاش دے دی تھی۔

» تمہیں سرگزدر کا پڑے گا اگر شش حسن۔ آج نہیں تو کل۔ مجھے یقین ہے بریت کی دلیار مرزور دھے گی اور

میں اس وقت کا انتظار کروں گا یا
 غم سے سوچتے ہوئے اُسے دادمی اماں کی گود
 میں سر رکھ کر مزید حقائق، پڑھتا دیکھ کر وہ اپنے کمر
 میں چلا آیا۔ اور گھر سے دوسری کے ورق پر ایک مرتبہ پھر

"لوگو! کوئی بڑے جیسے ہیں اس کے متعلق کہہ رہے
 ہیں۔ ان کے پاس اس کے بارے میں کچھ نہیں ہے۔
 "ہر بات کو کوئی اس کے بارے میں کہہ رہا ہے۔ اس
 بات کی وجہ سے کہہ رہے ہیں۔ آپ اسے واقعی سمجھتے
 ہیں؟ ہر اس بات کو سمجھنا کہ اس کے بارے میں اس کے بارے میں
 میں اس کے بارے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بارے میں سمجھتا ہوں کہ
 وہ اب اس کے بارے میں سمجھتا ہے کہ اس کے بارے میں سمجھتا ہے کہ
 "آؤ اس کے بارے میں سمجھتا ہے کہ اس کے بارے میں سمجھتا ہے کہ
 "ہی۔ وہ اس کے بارے میں سمجھتا ہے کہ اس کے بارے میں سمجھتا ہے کہ
 کوئی نہیں سمجھتا۔

”میں نے کچھ کہا ہے۔ آپ کچھ نہیں کہیں گے؟“
 نے وہ سب کہا جس کا آخر کار منہ کیسے تھا۔
 ”کیوں؟“ میں نے پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ اس کے بولنے سے آزاد
 ہو جی۔ یہ بعض اوقات انسان کے لیے درد ہے۔ وہ اپنے گناہ
 سے معاف نہیں کر سکتا۔ اور اسے مرنے سے بچ جاتا
 ہے۔ بہت کچھ کہنا چاہتا ہے۔ مگر وہ نہیں کہتا۔ یا اس کا کہنا
 اس کے افکار و فرائض کے لیے کافی نہیں ہوتا۔ جسے اس کے دل
 کو اس کا جانتا ہے۔ اور اسے وہ بھی اور اسے سب کچھ جانتا ہے۔
 سنا ہے۔ خوش ہے۔ اس کی خوشی کی زندگی میں کسی تکتہ نہ
 ایک بائبل سلاسل کی طرح کے دل کا دروازہ کھل جائے۔

سمعان علی اور اس کے دل کی زیریںوں پر قدم بھی رکھ دے
ہے مگر اس سے زیادہ وہ ہے جس لڑکی تمہارے لیے کہہ
نہیں کر سکتی۔ تمہاری کسی جزا کا غیر مقدم کرنا اس کے لیے
ناممکن ہے۔ آئی ایم سوری سماعان میں مجبور ہوں۔ مجھے
جبوٹ پوسٹ ہے تم سے بھی خود سے ہی۔ سو وہ خود بھی
مجھے مگر کہہ نہ سکتی۔

سمعان نے دیکھا۔ وہ خاموش بیٹھی سوچنے کے لئے
 ہانے بستے ہوئے الجھ رہی تھی۔
 ”ہیلو۔“ یکدم غیرین نے اندر دھواوا پول دیا۔
 دونوں اپنی جگہ پر ٹپک گئے۔ آکسجن نے تھکے غیرین
 کو دیکھا۔ ”غیرین کیا خاموش رہنے کا مقابلہ کر رہا تھا؟“

وہ چپکے بڑی کاؤچ پر دھیر بٹتی۔
 ”نہیں۔“ سمدان مسکرایا۔ ”پہل کرنے کا قصا!“
 ”تو پھر کس نے کی؟“ عزیز نے دلچسپی لی۔
 ”یہ بات تو انفیڈ لٹیل ہے۔ لہذا سوری؟“ وہ

”مگر جب تک میں یہاں ہوں خوش رہوں گی یہاں کیا ہو گا کون جانتے۔ مستقبل کے خوف سے حال کی خوشیوں کو پامال کر کے خود اذیتی کے اس احساس کو چھلنا دشنام واقعی ہو گا۔“
ہے۔ اور میں اب ایسا نہیں کروں گی یہ محرم سے سوچتے ہوئے آنکھیں نمونہ لیتی۔

۷۔ دو چار دن ہیں اور یہ خواہوں کے سلسلے
پھر خستہ تک رہیں گے عذابوں کے سلسلے

شادی کے فائنلشن کے بعد وہ لوگ دودن مزید
ہینڈی رکے۔ وہیں سے اگرچہ تے بابا کے آفس نوٹ بھی

[illegible]

کے۔ لہذا خدا حافظ ہی کہہ لوں، وہ لطیف مسکرا کر اس کے جلوے بکھرے تاندر چلا آیا۔
 ”اسنی جلدی،“ وہ خوشی سے ہنسی، ”ابھی تو پوری شام باقی ہے۔ آفر کو آپ نے ہمیں الوداعی عشاء پر بھی دیتا ہے؟“
 ”نہرہ فریشر۔ یہ تو میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔“

اس نے کندھے اچکائے۔ چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ کچھ کہنا چاہ رہا ہے۔ یہ بات محسوس کرتے ہی وہ خواہ مخواہ بیگ میں رکھے سامان کو الٹ پلٹ کرنے لگی۔

کے بعد کیا کریں گی؟ اُس نے تمہید باندھنی شروع کر دی۔
 ”اگر شمس حسن کے اندر خطرے کا الارم بج گیا۔
 ”یہ تو جانے کے بعد ہی سوچوں گی؟“ اُس نے بات
 ٹالنے والے انداز میں جواب دیا۔

”آپ کو چاہئے یا نہیں کے ساتھ کی جاتی چاہئے
 کی طلب ہے، وہ بھی ساتھ ہی لکھتی ہوگی۔
 ”کیا مطلب؟“
 ”مطلب یہ کہ چاہئے تو میں ہی جانتی ہوں۔ اگر
 آپ پتیا چاہیں تو اس سے براہ دست اس کی کھول
 میں دیکھتے ہوئے اسے زور دے کہ کہہ۔
 ”ریٹیل“ وہ خوشی سے متوجہ ہوا۔
 ”خیر اب اتنی جیسی کسی کوڑی نہیں کر چاہئے
 نہ بنا سکوں، وہ اسے بنائے ہوئے پرستے پارکے
 خلیفہ کی برقی چپٹیں زہر مار بھی سمان لے کر کیا تھا
 اسی لیے اس نے بعد میں اسی کوئی کوٹیشن“ یہی نہیں
 کی تھی۔
 ”میں ایسا سوچ ہی نہیں سکتا۔“ وہ دھمکی میں
 مٹتی نظر آ رہی تھی۔
 ”اوکے۔ میں ابھی بتا کر لاتی ہوں آپ جب تک
 دادی اماں کے ہاں بیٹھیں، میں جی نہیں کہے۔“ وہ چٹکی
 بچا کر بچوں کی طرف کھینک گئی۔
 زعفرانی شلواری میں بڑا سا منہ دے بیٹھا تھا
 پر پھیلائے چائے کی ٹرالی، صلیبی وہ انداز تو دادی
 اماں اسے دیکھ کر خوش ہو گئیں، انہیں بھی چاہئے کی
 سخت طلب محسوس ہوتی تھی گراں سے اس لیے نہیں
 کہا کہ وہ اپنے کاروں کی جالی میں بھی بیٹا دھروہ اسے
 پریشان نہیں کرنا تھا، تین تین گراں وقت چپ وہ
 بڑے پیٹھے سے ڈالی میں سب کچھ سیٹ کر کے لائی
 تو وہ دل بدل میں مسکرائی۔
 ”کیسی ہے چائے؟“ بڑے اشتیاق سے دونوں
 کو دیکھا۔
 ”بہت اچھی۔“ سمعان نے ترقی یافتہ ہیل
 کی۔ دادی اماں نے اس کے بچے میں چھپکنا دہانہ
 بن محسوس کر لیا۔
 ”دارنگی، اور لاچی نے چائے پلایا کیا ہے؟“
 اماں بھی کوٹیشن ڈال رہی تھی گویا بوس۔
 ”تھک پ،“ اس نے اسے کندھے کو چھتیا کر خود
 کو دادی اور چھک کر خوش بھلائی۔
 ”اوہ تو میرے منہ میں،“ باہر بھی اسی وقت ادھکا۔

”بہن! آج تو رشتے کی باتوں کی چاہئے
 ہے،“ دادی اماں نے محبت سے اسے دیکھا۔
 ”ہوں، خوشیو تو اچھی ہے۔“ باہر سے کھینک کر توبہ
 لا کر نکھٹا آج چاہئے کی کوئی خاص بات سے
 ”خاص کیونہیں ہوئی؟“ خود کو سننے بنائی ہے
 آؤ رشتے کی گون لگائی۔
 ”اچھا تو چھپنے کی تیار کرو؟“ اس نے حکم سے
 کہا۔ باہر کی بی بی لگ گئی۔
 ”خود بناؤ،“ وہ ہنسی کوئی باہر لگ گئی۔
 ”دیکھا آپ نے اس جھلی کو؟“ وہ جھپکارا
 سچے میں بولا۔
 ”تمہاری بی گزن ہے؟“ سمعان نے شکر اکر بول
 کے بے پناہ لگا لیا۔
 ”یوہو روش،“ وہ چلا گیا۔
 ”جی کاؤن آیا تھا۔“ وہ حسب توقع حلد واپس
 آئے کے لیے زور دے رہی تھیں، انہیں مشکل سمجھا
 تو سونے سے فون پر کھڑے ہی شگائی میں شروع کر دیں۔
 ”بہت سے مزے ہوئے۔“ تم تو شکل بھی دیکھتے
 کی رواداد نہیں ہو سہاری۔
 ”سو بیٹے کے لیے تم سب کو یاد کر رہی ہو اور بول
 خلیل جران یا کرنا بھی ملاقات کی یاد محسوس ہے
 سو بھنگے بھی نہیں کر رہی تھیں تو ہر گز تم سب سے
 ملے ہوئے،“ حروف کی بی بی بھی وہ بھی حال ہے کہ
 کسی کی کوئی کمان جانی۔
 ”فضل میں تم سب کو یاد آئے؟“ ڈھپانے میں نے
 سنا کہ کمر جھل بھی آجکل وہیں اسلام آباد میں ہیں۔
 ”اچھا۔“ اس نے عجیب کا اظہار کیا۔
 ”گمان کے ساتھ ہی واپس آ جاؤ۔“ سوئی بات
 پر اسے ہنسی آئی۔
 ”اور اگر وہ مجھے ساتھ لائے پتیارہ ہوئے تو؟“
 بڑے سکون سے دریافت کیا۔
 ”اسے تم قاتل تو کرو۔“ وہ تکیا بیٹھے ہیں، سو نو
 کی ہنسی میں اسے خوشی سے زیادہ طنز محسوس ہوا۔
 ”مگر ان اعمال پر ایسا کوئی پروگرام نہیں،“ وہ کلام
 پھٹے سے گھر دھکی۔

”کیا مطلب گھر کرنے کا یا ان کے ساتھ آئے؟“
 ”ان“ کو یہ مخصوص زور دیا۔
 ”تم اپنی عقل استعمال کر دو چھپیں اور فی الحال
 میری جان چھوڑو۔“ اس نے پھر لگا کر اور ادھر ادھر کی
 باتوں کے بعد فون بند کر دیا۔
 ”سوئی باتوں کا مجاز تھا کہ مصنفی ناش کیلئے
 جاتے وقت اس کا موزا فاف ساتھ۔“ جیسے خوشی
 اسے غاش کی خوشی کوئی تھی اس کا جیسے تو اسے
 بہت ایکساڈ ہونا چاہیے تھا کہ وہ بات سب کے لیے چاہیے
 کا باعث بھی کہ وہ قد سے خاص تھی۔
 ”ناش ان کی توقع کے مطابق بہت اچھی تھی۔
 تقریباً ہر طرح کی مصنوعات لاکر رکھی تھیں۔
 اسٹائل دیکھنے کے بعد ان سب کو بیچ کر
 سٹائے تھی۔ وہ تینوں تو خود چوری کے اسٹال پر لکھتی
 ہو گئیں، اللہ کا بار ہے جا کر اس خیر سے کاراؤڈ کیا تھا
 باہر بھی ساتھ ہوئے۔
 ”تم لوگ میں گنا۔“ ہم کھانے پینے کو لے کر
 آئے ہیں،“ وہ انہیں بدلی میں دیکھتے نکل گئے۔ وہ
 تینوں محض ہر بلار کچھ سے خریداری اور چائس میں
 الجھ گئیں۔
 آؤ رشتے سے سوئے کے لیے جھکواں ایک خوبصورت
 سیٹ پر بند کر دیا۔ باہر وہ بار و خروہ کی کاش
 میں تھیں، ڈھپانے کا ارادہ کرتے ہوئے پٹنے کو کھینک کر ایک
 شٹناں آواز سن کر کھینک گئی۔ یہ آواز وہ لاکھوں
 آوازوں میں بھانپ کر مٹتی تھی۔
 ”یہ میری سز ہے تو یہ ان سے ملیں،“ وہ بلا شراس
 کی پشت پر بچرے والی آواز میر جلال شاہ بھی کی تھی۔
 وہ تو چھپے ساکت رہ گئی، ڈراما سن ہو کر زور دیا تھا
 دیکھنے کی کوشش کی، مٹوئے فاصلے پر کھینکے میر جلال
 اور نوکی کو بھر خوشی سے ہنستے ہوئے دیکھا تو خود کھوئے
 لاکوئی بہانہ بھی نہ تھا۔
 ”میر جلال کی بوری؟“ وہ چھپتے ساکت و صامت
 رہ گئی۔
 ”یہ دیکھو سز کھینکے اچھے کمرے ہیں،“ شرع نے
 ہلکا سا کمرے سے خود کھینک دیا۔ مکروہ وہاں بھی تھی نہیں

بمشکل گردن ہلا کر بلکی میٹر میں دوبارہ معروف ہو گئی اس
 کا مشورہ اسے پسند آیا تھا۔
 ”اتنا بار دھکواں کیا میر جلال نے میرے ساتھ کیا
 اور میری جان چھوڑو؟“ رچ کی ایک شہد پر اس کے اندر
 اچھی۔ اکھوں میں دھندلاہٹنے کی تھی اس نے دوبارہ
 ان کی طرف دیکھنے کی کوشش کی مکروہ دونوں اب
 وہاں سے ٹائب ہو چکے تھے۔
 اگر یہ مٹا کر اسے کسی اور سے سنا ہوتا شاید
 اتنا صدمہ نہ ہوتا مگر آج میر جلال کی زبان سے یہ
 اعتراف کیا تھا اسے دھکواں وہاں شہد بھائی
 ذات سے بہتر مخرج ہو کر نکلا تھا۔ اس کے کہنے ہوئے
 بھی وہ لوں وہاں سے اپنی شریک حیات کے ساتھ
 کھوئے نہ دیکھتے تھے اتنا سنگین انکشاف اسے سزا پنا
 بلار کر گیا۔
 ”میر جلال شاید کسی شہر میں تو میر جھیر سے ملنے نہیں
 نے کسی حساب میں کر سکی ہے، جبکہ وہ اپنی وائف
 کے ساتھ بھی خوش ملاش ہیں،“ وہ جتنا سوچ رہی تھی
 اتنا ہی الجھن جا رہی تھی۔
 ”اور میرے خلاف۔“ یہ کیا محسوس ہے؟
 ”لو تو پتیا بنانا پتیا تو بیک اور اور یہ گراٹھا تو؟“
 طاری کی آواز زورہ حال میں گونے لگی۔
 ”جلدی سے نکلتی،“ وہ نے صاف کے جواں چھک
 کر کے سننے یا جاتے کب بھیج گئے تھے۔
 ”غیر بن اور شراس اپنی شاپنگ پر پے حد نازاں
 تھیں۔ سب اپنی لٹھی کر کے سمن کسی کی نہیں
 رہتے تھے۔“ ڈھپانے کے وقت بھی انہیں جویم میں اس کی نظریں
 اپنے ساتھ سے نکلتی نظر آ رہی تھیں کہ مٹا کی گئیں
 جواس کا سکون دیکھ کر سیم کے کہنے بھیج میں وہاں دھپ
 ہو چکا تھا۔
 ”شرن نے دو ستین مارے تو کا گریا دو جو خوش
 کے وہ وہاں سے تیرا دھن کر لے گا۔“ دادی پر اس کے
 وروانے سے ہی سخت ٹھکان اور کھانا دکھانے کا
 اعلان کیا، اور ڈی۔“ حال سے سلام دعا کر کے
 میں لگتی۔
 شام دھیرے دھیرے رات کے سایوں میں ڈھل

دیں مٹی بکری سے کھن کا احساس پڑتا جا رہا تھا۔
 میر جلال کے بارے میں یہ انکشاف تو دل کی زبان
 سے سن کر وہ غاصی آپ سیٹ پر بھی کھینچی
 کوڑوں کرنے کا ارادہ کر لی تو کبھی باپا اس صوکر دہی
 سے آگہ کرنے کا خیال اسے پریشان کر سکتا۔
 ذہن متحرک سوچ کر شل جوار باد تھا شل
 شل کرنا لگیں بھی دھنکے لگی نہیں مگر اس کے اندر کا
 مختلف رسی طوم نہیں بھر رہا تھا۔ یہ متصرف کرچی جا
 کر ہی بل ہو سکتا تھا۔
 مجھے دایں کرچی چلے جانا چاہیے۔ تنگ کارام
 کرچی پر بیٹھتے ہوئے اس نے فیصلہ کر لیا انداز میں پوچھا
 اٹھ کر کافی سارا سامان ایک مٹی میں منتقل کر ڈالا۔
 بیٹھنا شے کی مٹی پر اس نے دانش صاحب
 کو اپنے ارد گرد کی جڑی کو سب کے چھتے ہاتھ خشک
 کر رکھ گئے۔
 لیون خیریت۔ اتنی جلدی بیٹا، دادی کاں ٹھوٹ
 تودہ ہوتے نہیں۔
 اتنی جلدی کہاں دادی اماں۔ اتنے ماسے دن
 تو بھر گئے ہی اسے مسکرائے پڑا۔
 ”مگر تم نے تو دعا کی تھی کہ میں بڑھتی سے لولی
 ” ہاں لیون! تمنا کرو اور میری بات کو یاد رکھی نہیں مجھے
 ویسے بھی مجھے گھر یاد کر رہا ہے۔ اس نے نظریں پڑاتے
 ہوئے ہاتھ کا لاس اٹھایا۔
 سمعان صرف غامض نظر دے کر اسے دیکھ رہا
 تھا۔ سب سے مل کر اچھی خاصی بحث شروع کر ڈالی
 وہ ایک لولی اور میری زبان غافل کے تمام افراد اس کے
 جانے پر متحیر بن چکے تھے راسخ رہتے تھے۔
 ”میں سمجھ کر جاؤں گی بیٹی بیگم۔ ابھی سمجھ دایں چلنے
 دیں۔ اس نے سب کی بحث دھمیں سے نزع ہو کر
 چچی بیگم کی طرف پڑی اٹھنے سے دیکھا۔
 ”مفتوحہ دن اور دھوپیں آرش چھپاں تو پوری
 گزر جائے دھپیں۔ وہ بھی ان کی غاصی نہیں اس کی کچھ
 نہیں رہا تھا کہ کیسے سب کو بتا دے کہ وہ لولی اس کی
 ان کا ذی ہو رہی ہے۔ امانا لیون! کھینچ کر لائی کر سکتے
 آ کر نہیں بیٹھے بیٹھانے یہ خیال کیوں کر کیا بیٹے۔

کیا کسی نے کچھ کہہ دیا ہے۔ دانش صاحب اسے
 بعد دیکھ کر کھینچ میں پڑ گئے۔
 ”بہن! چاہاں نہ وہ کھلائی۔ میں مجھے نمی پاپا
 یاد کر رہے ہیں، ایک ہی بہانہ نہ تھا اس کے پاس جو کہ
 غاصی کا تامل قبول تھا۔ اس نے دیکھا سب لوگ دیر سے
 متحرک ہو کر اسے دیکھ رہے تھے کہ شاید وہ اب
 باز آجائے مگر اس نے جانے کی رٹ پڑی تو منواری بیگم
 آگے بڑھنے لگی کہ میں سب کے منع کرنے کے باوجود
 آگئی تھی۔ اور اب جانے وقت نہیں یہاں سے ناراضی
 مول لینی پڑتی تھی۔
 شریں خضر سانس سے ناراض تھی۔ البتہ باپ
 نے اسے منہ دالنے کے لیے اس کے سامنے بڑے
 زور دھڑور سے شکر ادا کیا۔ جسے نظر انداز کر کے دھسل
 اچھا سامان ایک کمرے میں محفوظ ہی۔ چچا جان نے
 اس کی جلدی کے باعث دو دن بعد میری سیٹ اپنے
 ایک چلنے والے سے منور کر دی تھی۔ لیون سب کے
 رونے کے باوجود وہ رکی نہیں۔
 سمعان نے بہت کچھ کہنے کی خواہش کرتے ہوئے
 بھی اس کے سامنے زبان کھولنے کی جرأت نہ کی۔ وہ
 خود اس کی آہی ہوئی تھی کسی کی طرف بھی دھیان نہ
 دے سکی۔ البتہ وقت چلتے چلتے اس سامان سے کڑھنے
 آتے ہوئے میز پر لیون پر سمعان سے مدد پڑتی ہوئی تودہ
 رک گئی۔
 ”آرٹس! کیا تم دایں آؤ گی؟ اس کے لیے میں
 بڑی آگاہی جا رہا تھا۔ وہ مجھ جیسی کہ وہ کیا
 پوچھنا چاہتا ہے، بے خیالی میں اس نے اعتراضات
 میں جا دیا۔
 ”اس انتظار کر دو۔ یاد رکھنا۔ وہ کہہ کر کانپیں
 اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تودہ بگڑی سانس بھر کر
 گاڑی میں آ کر بیٹھی۔
 جہاز سفر بہت آرام دہ تھا کہ جب ذہن کی
 پرکون نہ ہو تو بیہوش کا بہتر جواز دل کی بچپن
 لیے محسوس کرتی تھی۔
 وہ گھر پہنچی صبح کے دس بج رہے تھے۔
 می پاپا اور عادل بھائی تینوں اتفاقاً جاگ رہے تھے۔

اس کی اچانک آمد نے انہیں حیران و سرور کر دیا۔
 ”ارے اچانک۔ تم نے نہیں انعام کر دیا پوتا
 رشتی۔ میں دل میں تیار رہتا رہتا جاؤں بھائی اسے
 دیکھ کر سوسائے۔ چڑے دل بعد ملاقات ہوئی تھی
 وہ بے اختیار لپٹ گئی۔
 ”ارے ارے۔ یہ تم نے بچوں والی ریتیں رک
 سے شروع کر دی رشتی؟ اس کی انہیں گھر پر عادل
 کا کارہنگو کھینچ کر وہ ہنس دیا۔
 ”آئی اے سو رکی عادل بھائی۔ میں کچھ جھنجھاتی
 گئی تھی، وہ مسکرای۔
 ”وہ قوم شروع ہی سے منڈل کلاس لوگوں کی
 طرح ہوتی۔ یہی بھی کہ دانش اٹل کے گھر رہ کر پوری
 ہو گئے۔ یہ وہ پیشہ کی طرح محنت سے بلا تودہ
 مزید ہیشمان ہو گئی۔
 ”ارے رشتی برا پرکھنا۔ تم بک گئے بیٹا پاپا
 اور میری بڑا پرکھنا۔ یاد رکھنا۔
 ”ابھی ابھی۔ اس کی نے سر جھٹکایا۔
 ”تھیکس گاؤ؟ آخر نہیں بھی گھر کی یاد آ رہی تھی“
 تم نے بڑی داسے کہا۔
 ”بھائی! تمہیں تب ہی پراس کرتے تھے۔ وہ مخرج
 کی بیٹی تھی، اکثر پچھتی تھی، تم نے جانے کہاں
 کہاں کے چھتے چھڑوئے۔ اس کی نے فراہم شہر پاپا
 بھی شام تک کے لیے رک گئے تھے البتہ عادل جانے
 آئے گا کہہ کر چلا گیا تھا۔
 وہ جلد زور علم میں پاپا کو اس تکلیف دہ خبر کے بارے
 میں بتا دیا چاہی تھی جس نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا
 اتفاق سے می کی باؤں کا رشتہ تو خود بخود میر جلال کی طرف
 مڑا تو وہ ضبط نہ کر سکی۔
 ”میر جلال بھی بیٹھے دل اس اسلام آباد بھی تھے۔
 اگلے دن وہیں بغیر اعلان کے لیے بھی چلے گئے تھے۔
 کل ہی کو تو نے میں تمہارا پچھ رہے تھے۔ میں نے
 بتا کر تھا کہ تم میں اسلام آباد چلی ہو تو میر جلال نے پورے
 دو لوگوں کی شاید ملاقات میں ہو گئی تھی اپنی اپنے
 شخص سے انداز میں بتا رہی تھیں۔
 ”تمہیں میری ملاقات ہوئی تھی ان سے ابھی نے

میر جلال کو دو دنوں کو لیون دیکھا اور باؤں کو کبھی ہی نہیں۔
 ”اس سے بھی اور ان کی سرگرمیوں میں حال شاہ سے تھی۔“
 ”واٹ۔ اس نے جیسے دھماکا کیا می پاپا اس خبر
 سے سارے تھک گئے۔
 ”مگر تمہیں یہ سب کیسے پتا چلا۔ پاپا یا جہاز اسے
 اچھپنے میں لایا گیا۔ وہ کچھ پریشان سے ہو گئے تھے۔
 ”کیا مطلب۔ کیسے پتا چلا۔ تو کیا آپ لوگ یہ
 بات جانتے ہیں کہ ہمارے گھر کی کڑی کا جہاز اور میر
 رہا گیا۔ وہ بے یقینی کی حالت میں بھی پاپا بھی می
 کی طرف دیکھ رہی تھی۔
 ”بہن! یہ بتانے کا کیا آپ جانتے تھے کہ میر جلال
 کی دوری شادی ہو چکی ہے۔ وہ دہائیوں سے نہیں
 گئی۔ وہ کدورتا نصف نے اسے دیکھ دیا تھا۔
 ”رشتی بیٹا! تم جہاز کارام کرو۔ وہ چلنے
 کی غرض سے نہہر کر چلے گئے۔
 ”تمہیں می؟ اس نے پڑھ کر ان کا ہاتھ قہقہہ کیا۔
 ”مجھے آرام کی نہیں آپ کے جواب کی ضرورت ہے۔
 پاپا بھی مجھے کوئی اور خبر بہت دیکھے گا، ماہر
 سے کہتے ہوئے اس سانس کی شریر براؤن آنکھوں کو
 درویش دھڑکتے تھے۔
 ”کیا مطلب ہے آرش۔ ہم نے تم سے کون سا مزید
 کیا ہے۔ پاپا اچانک غصے سے بولے۔
 ”واٹ۔ دوپاؤں جانتے تھے کہ میر جلال شاہ نے
 شادی کر رکھی ہے اس کے باوجود آپ نے میرا رشتہ
 طے کر دیا وہ بھی مجھے انداز میں دیکھتے ہوئے تھے
 باوجود ضبط کے اس کی آواز مل رہی تھی۔
 ”تو اس میں ایسی کوئی خبری بات ہے بیٹا پڑے
 لوگ تو ایسی ہی شادی ان فورڈ کر سکتے ہیں میر جلال
 کو کوئی بات تو نہیں۔ میر جلال بھائی اس سے کیا فرق پڑا
 ”تو اس سے میں نے جس اہل ایمان کا مقابلہ کر لیا وہ چند ثانیے
 گنگ سی آہیں دیکھتی رہ گئی۔
 ”واٹ۔ دوپاؤں میں می۔ آپ کے نزدیک یہ ایک
 چھٹی بات ہے۔ میر جلال اور آپ لوگوں نے
 کچھ دھوکے میں دھکا۔ لیون کی بیوی کا آسوندہ ٹوڑ
 کہہ نہ سکے۔

اس سناپ اٹ آؤں، یہ کیا ہے وہ قوت ہے؟
 پاپا کہے یہ تمہیں اس کو فنی نہیں پڑتا کہ
 چلا ایک اور جلی بھی رکھتا ہے۔ وہ جھیل الگ
 کھودے گا۔ وہ دلیلیں تمہارے نام کرے گا
 کہ عداوہ الگ پیک جھیل گاڑی جگہ اور سر وہ
 کڑی تو تم کا جوئی نہیں مل جائے گی۔ اور تمہیں کیا
 چاہیے۔

پاپا۔ اسے کہ وہ زیادہ دیر اپنے بیرون پر
 کھڑی نہ کرے گی۔ پاپا کے خیالات نے تو اس کے
 دل و دماغ کو جیسے بالور کر دیا۔ پچیسوں سنوں کا
 اپنے لگا۔

یہ اس کے والدین تھے جو اسے سونے کے بتات
 میں بند کر کے کھیل سکتے تھے۔ اس کے اور اس
 پر سزاوان کے خیالات وہ دیکھ رہا ہے۔ وہ
 وہ کیا سوچتی ہوئی اس کی بھی کہی پاپا کی بات
 سننے ہی میں چلا کر گریبان عقاب الگ کے نظر کیا بات
 کچھ اس کی توقع کے ان قدر خلاف تھا کہ وہ حیرت
 و حیرت سے ہٹ کر رہ گئی تھی۔

پاپا کیا یہ لکڑی زور و دلت ہی انسان کا ہتھیار
 ہوئی ہیں۔ کیا انسانی جذبات کا احساسات کی کوئی
 قدر نہیں ہوتی؟ دیکھ لے وہ پول ہی تھی۔
 "خوش ہے پاپا کہ بچے کی گھن گرائی میں اضافہ ہو
 گیا ہے میں اسی فضول باتیں سننے کا مادی نہیں جھیل
 تم۔ آپ یہ نفس لاپس بند کرو۔"

پاپا کو میری بات سننا پڑے گی پاپا میں نے
 پہلے تو آپ کے فیصلہ کا نام رکھ لیا تھا کہ اس حقیقت
 جاننے کے بعد یہ فیصلہ برقرار رکھنا میرے لیے ناممکن
 ہو گیا ہے۔ میری ہمارے شادی نہیں کروں گی؟
 اسے بھی عقد و رستے میں ملاقاتاً فریب لگے ہو
 کر پیٹ پڑی۔

شرف آپ آؤں؟ میں نے اسے زور سے کہا
 کہ وہ ہم کوئی نہ تم اس وقت ضرورت سے زیادہ بڑائی
 ہو رہی ہو۔ یہ سب ہماری داد کی دادر ہے انھوں
 نے ہی اپنا زمانہ کیا ہے تمہیں ہم سب کے خلاف۔
 "میں نے وادی کے خلاف نہ کہا لگا۔"

دلکی اور کھنکھارنے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں خود بھی
 انھیں دلی تھی۔ وہ ذہن سے سوچ سکتی ہوں۔ اور

میرا فیصلہ ہے۔ وہ مضبوط لیے ہوئی پولی آؤں
 لاہور پر نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے بے دردی سے
 انھیں روک دلائیں۔
 "آؤں بیٹے؟ میں نے نرم پڑ گئی۔ البتہ پاپا شطربار
 لگا ہوں سے اسے گھر رہے تھے۔ وہ انجان ہی غلام
 وار پر نظر پڑ جائے کھڑی تھی۔ دیکھو جان جو کچھ میر
 جلال تمہیں دے سکتا ہے وہ اس خبر کا بڑے سے
 بڑا درس میں ہیں تمہیں نہیں دے سکتا۔ وہ دولت
 کا ذخیرہ لگا لگا کے کھاتے سالنے۔ اس کا میٹھی کی
 کا لوگ اس میں تمہیں سب سے ممتاز کرے گا
 میری جان پھر جھیل تمہیں کیا چاہیے؟
 "نہیں پاپا میں نے بڑے دولت کے انداز پر گھر کے
 نام پر سونے کا بجز۔ جلیز کی تو آپ لوگ نہیں ہیں
 سمجھتے تھے ان چیزوں کی طلب نہیں ہے۔
 یہ بات تم اس لیے کہہ رہی ہو کہ اس کی وقت
 یہ سب کچھ تھا کہ اس کی وجہ سے تمہیں ان چیزوں
 کے لیے ترستے نہیں پڑا؟ میں نے غور سے گردن
 اڑائی۔

"ہاں مجھے ان چیزوں کے لیے بھی ترستے نہیں
 پڑا۔ میں مگر جن چیزوں کا تمام آرزوئی کی نہیں
 ہے مجھے بدلے میں رکھا اس کی طرف آپ کو توں
 سے کسی توڑ نہیں دی۔ میں انسان ہوں کی کھنکھرت
 کی اختیار اور بیداری ضرورت ہے۔ مجھے کسی مندر کی
 دیوی کی طرح سونے اور جانے کی چیز ہمارے
 نہیں چاہیے۔ اس کا نقد نظر ان سے قطعی مختلف
 تھا۔

تو آؤں گونم آؤں۔ میں اس اس مسئلے میں
 کوئی بات نہیں سنوں گا تمہیں یہ جلال سے ہی
 شادی کرنی پڑے گی یہ میرا فیصلہ ہے۔ پاپا کو پاپا کو
 پہلے میں کہتے کھڑے ہوئے تھے۔
 پاپا پاپا یہ بات مجھے کی خوش کری۔ وہ دھڑلے
 تو جی میں نے یہ جلال کے بے کو توں کر لیا
 تھا مگر اب ان کی دوسری بیوی کی موجودگی میں میں
 یہ شادی ہرگز نہیں کروں گی ماس کا آجی بھو پاپا
 کو یہ نشان کر گیا۔

"آؤں۔ وہ دھڑلے۔
 "یہ زندگی میری ہے پاپا۔ میں اسے پول پر مار

نہیں کر سکتی؟ وہ بھی کوئی حق۔ جب والدین ہی
 اس کے ساتھ پڑھوں نہیں تھے تو وہ بھی کہاں
 تک سعادت مند کی ضمانت اس کی زندگی کا اتنا
 بڑا فیصلہ ہو رہا تھا اور وہ بھی غلط۔ آؤں تک
 بنا سوچی رہی۔

"آؤں اتم ہوش میں تو یہ فیصلے سے آگے
 نہیں۔
 دہشتہ خوفناک نہ پاپا کی آواز گونجی۔ اب یہ
 بڑی ہوئی ہے ہماری حق کو توڑ رہی ہے۔ وہ نہ
 کرنا چاہتا ہے۔ میں فیصلہ کرنے کا اہل نہیں تھی۔
 خود کو والد کا سر دلوچہ اسے اندر تک بھرا گیا۔
 "نہیں پاپا میں آپ کی ذلت کو ذلت میں نہیں
 بدلتا جا چکا۔ وہ لہو دی منکر ہے سب بھی نہیں
 کر سکتی۔"

تو پھر ہماری بات کو کھو۔ بیار اور
 خود کو مٹا دیا۔ میں نے پول پر دم دیکھ کر ضرب لگائی۔
 وہ اس پر جڑ باقی دباؤ ڈال رہے تھے۔
 "میں۔ وہ مارے دو کے پول میں نہ سکی۔
 بس آؤں میری اسے نہیں دیکھ کر رہ گئی۔

"میں تباہی میں تو کبھی ہوں کہ اب اس تک کا
 میں وہ ذکر اور میر جلال کو مل کر شادی کی شرط
 یہ تھیں۔ یہ بھی کی آواز بیدارم کے دروازے
 سے باہر بھی پھیل رہی تھی۔ رات کی خاموشی میں
 ذہن کو سوچنے کی جگہ میں جوار تھیں تھیں۔ قدوس
 کے گھر سے ملک جاتے جاتے رک گئی۔ خوش کے
 باقیوں بچہ ہو کر کھڑی سے لگ کر کھڑی ہوئی
 تو ان کی گفتگو سے پریشان رہا۔

"چوں۔ شاید ایسا ہی کرنا پڑے؟ پاپا کی
 بڑائی اور اسے ملائی۔
 "آؤں کا کچھ بتا نہیں اگر کوئیں آپ کے
 کے والدین نے آپ کو سے کہا کیا۔ اور مزید
 اس کی برکت و شرف کی ڈال تو پھر آپ مانتے
 ہیں کہ اسے سجدان نامن ہو جائے گا؟ میں کا
 ان میں بیشتر سے ایک ہی سمت میں سوچنے کا دعائی
 تھا۔

میر جلال نے اسلام آباد میں اپنا گھر بنا کر کچھ
 ٹھیک نہیں کیا۔ سگار کے دھوئیں کے مڑھنے
 بناتے ہوئے پاپا سے پریشان ہے خوش ہوئے
 پر دے کی ہلکی سی تبش سے کمرے کا منظر صاف
 نظر آ رہا تھا۔

قطعی تو آپ کی بی بی ہے آپ انہیں بی بی
 مطلق کہتے کہ آؤں وہاں جا رہی ہے لہذا
 منظر یہ ہے۔ میں نے ان کی کوئی گور اخواری
 ہاں مگر میرا آپ کی ہوسکتی ہے۔ فی الحال
 تو میری سوچ ہے کہ آؤں کو یہ کھنکھرت سے بیلا
 بات کر کے راضی کیا جائے۔

یہ آپ اب کا دلہا میرے کو کمر اس وقت
 تو وہ جہاز کی دواؤں میں تھی۔ سکریننگ نہ ڈرائی
 نہیں لی جاسکتی۔ اور آپ تو جانتے ہیں کہ میر جلال
 آپ کے بڑے اور۔ ہماری لپٹوں کے

پاکستان کے مقبول و معروف شاعر
بشیر بیدار
 صاحب مکتبہ کلام
 آج کے اہل ہاؤس کے پاس ساتھ ساتھ ہے
 نہ جانے کس میں زندگی کی شام ہو جائے

آہل

(غزلیں)

بشیر بیدار کی غزلیں آج کی ذہنی کیفیت اور
 تنہی و غمناکی کی جگہ تھی غزل کی صورت میں کہیں
 ہیں غزلیں تازہ ہوا کے نہج کے کی طرح ذہن کو جھونک
 ہوں دل میں آ رہی ہیں۔

ہوں ہی یہ سبب نہ کہ کوئی ناگہمی یا راز
 بڑھائی کی کہ آپ کے لیے چپے چپے چھپا کر
 آہل کے سوا۔

مکتبہ عمران و احیاء
 37 اردو بازار کراچی
 نمبر 216361

لے کھتے ضروری ہیں ایسے اگڑا کرش نہ ہوں
انکار کرو تو بیڑہ ٹھیکر لیں ہونے کے ساتھ ساتھ
برہما وہ بیڑوں میں بھی میل ہو جائیں گی جن میں
آؤ سے نہ زیادہ اؤ سینٹ پر میلانے کی ہے وہ
مئی کے بجائے میں خدمتے اور انیسے کابل رہے
تھے۔
"کیا: اس نے شکل خود کو کھار کھنے کی کمال
کی: کیا باہمی لے کھے ایک ایک کھیلے سے
وہ میرے جوتے سے کیٹ کرنا چاہتے ہیں: اس کا
مجھے جھپٹنا کی رنگوں میں خون کی گولہ مارا دوڑنے
لگا۔
مجھے سب معلوم ہے فرحان میں نے آخر سوچ
کر ہی آرش کی منگی کی تھی۔ تم سے زیادہ میں۔
فرحان میں۔ مگر تم کو تو اؤت میں سب جھپٹ کر لوں
گا جو چل کر آؤں گویا نہ مگر میرے جلد ہی اس کی شادی
کر رہے ہیں: اندر اس کی خدمت کا فیصلہ ہوئے
سنگلانا انداز میں ہو رہا تھا۔
"مگر اتنی جلد ہی اسے کیا وجہ بتائی جائے گی؟
میری پریشانی سے پولیس اس کی حندی طبیعت سے باہر
طرز واقف تھیں۔
"گورنر کا مگر یہ جلال کے ساتھ اس کے قریب سے
بھی سکھڑ کر ہوتا ہے تیرا راجی بات اسٹور ریزی
تو وہ شادی کے بعد میرے جلال کی خواہش پر راجی
ہے کہ مگر نہ کہ وہ میرے اسکول آؤش
میں بھی اس کا یہ بیڑہ کر اوں: انہوں نے لپروانی
سے کہ تو قومی ہے سوچ کر انہیں تیرا ملہا
اس سے تو میرے ہنسنے کی اس میں سکست نہ تھی۔
وہ اپنے کسے تک واپس آؤ تو سوچوں کو سر
بیٹھا جا رہا تھا۔ باہمی نے اس کی تربت لگائی تھی۔
اپنے کا وہ باری منہ کی خاطر سوا لے کیا تھا اس
کا: میرے جلال کے ہاتھوں اس کیٹھ کر اس نے
کو کش کی تھی۔
"اوہ تو نہ سو دروں ہاتھوں میں تھتے ہوئے
وہ ترسے ہوئے ہو رہی۔
"کاش کہ یہ سب جھوٹ ہوتا: میرے کا نولہ نے
مجھے دھوکا دیا ہوتا میرا کام تھا کہ وہ ہوا ہوتا۔

باہمی کے چروں کے نقاب تو لوں نہ اتنے کھلی
بصارت شکوہ کناں ہو گئی ہے: دل کا درد کھوں
کے: سہمہر جانا تھا سہمہر اس کی لیاں کی
طوکر میں ہو رہا تھا۔
یہ اس کا تھا ہی جان لیوا تھا کہ اس کے الدن
اس کے اس کا نفس نہ تھے: خلوص کی وجہاں بھی کر
جست اور اندامی کا سودا کرنا چاہتے تھے وہ۔
ان کے تے کا واسطہ نہ کر اس کی زندگی سے کسی
کی آخری رات تک بیٹھنے کے منتہی تھے۔
"باہمی آپ نے نہ کیوں کیا: تیرے پرستے
ہوئے وہ مسلک روئے جا رہی تھی۔ رات دیر
وہ میرے جھپٹنے کی جوتی بیٹ رہی تھی۔ اور اس کی
آنکھوں میں منہ کا نام و نشان نہ تھا۔ رنج اور
تافت خون کے ساتھ رنگ رہے تھے۔ پورے
میں۔
"میں کج و تو قریباً نیم ہے ہوش ہو چکی تھی۔
خانہ باہمی تھی اسے ناٹنے کے لیے مجھے کئی تو
اسے کھینک کر لائے پاؤں بھاگی۔ باہمی تو کھڑے جا
کے تھے خدارا بھی تو راہ دیر پہلے ہی نکلا تھا وہ
گہرا کر خانہ باہمی کو ملا۔
"رہی شاہ: اچھو شاہاش: خانہ باہمی اس
کے جھپٹے ہاتھ کو چھو اٹھو خود بھی شاید پریشان
ہو گئے۔
"تو سوچو بیٹی کو خون کر میں ڈاکٹر کو دکھانا ہوئی
بیٹی کو ہدایت دے کر وہ باہر کی جانب لپکے۔ وہ
سب ہاتھوں سے بے غم نہ رہی نہ وہی دے باؤسے ناٹ
تقریباً نصف گھنٹہ ہی تھی۔
"جھپٹنا تو کہ نہ تو راہیوں تو راہیوں کے نہ
پہلے ہی بیٹا آؤ۔
"آرش: میری جان پڑا۔ اچھو: اچھو: کی خوش
کر وہ تو قریباً رو دی۔ اتنے میں خانہ باہمی
کے ساتھ آ گئے۔
"ڈاکٹر اکل اس کے ہوا گیا ہے۔ یہ اسے
میں میں کیوں ہیں: ارہی: "سولو اسے کھینک
پاؤں جوئی جا رہی تھی۔
"پیزا: آپ شے میں انہیں ایک کر لیا ہوا۔

ڈاکٹر ذوق ان کے فیملی ڈاکٹر سے سولو کو کھلی
دے کر اسے چیک کرنے لگے۔
"ان کا بی بی خطرناک حد تک بڑھ گیا ہے: تیریں
نور آپ میں سے پلٹس ورنہ برہنہ تیریں تھی پلے
سکتا ہے: وہ اسے چیک کرے تیری کے ہاتھ
اور نہ نہ نہ ہی وہ سولو اور خانہ باہمی کے
ڈاکٹر ذوق کی کا لائی میں باہمی کی طرف جا رہی
تھی۔
"رہی ہوش کر وہ پلٹ: میری بات کا جواب دو
سولو کی حالت کو گورنر بھی خانہ باہمی لگے۔
"ہاں ہار باؤٹ کر اسے دھیرے دھیرے
بڑھانے دو گورنر سے۔
"گولی خدہ شاہ لگا ہے انہیں یا شاید
باہمی پریشانی کے باعث ہی کیٹھ کر گیا ہے اس
کا: ہر حال ہم خوش کر رہے ہیں کہ اسے ڈاکٹر
لے: ان کی روتی صاحبہ کے کافی دیر بعد کر انہیں بیا
تو وہ دونوں پریشان ہو گئے۔
"کیا بات ہوئی ہے خانہ باہمی آپ جانتے ہیں:
سولو پریشان ہو کر خانہ باہمی طرف کھولی۔
"نہیں بیا: مجھے معلوم نہیں۔ کل کل میں تھی بی
بہر الاٹھ کے: ان میں بہت پریشان لگ رہی ہیں
مگر کہ وہ نہیں معلوم: دیکھ لے صاحب اور گورنر
ہماری تھی غلے میں پڑا رہے تھے: وہ بھی لپک رہا
تھے: خانہ باہمی ناقص معلوم اس کی تک محدود
تھیں۔
"اوہ اس کا مطلب ہے کہ تھنا گولی ات ہوئی
ہے: سوچو تے اندازہ لگائے کی خوش کی مگر کچھ
نہیں رہا: ساتھ اس کے اور خانہ باہمی کے ساتھ
مگر ماروں اور گن باہم کے لیے سچ چھوڑا تھا مگر وہ
کھٹنے کے غولوں اور تیرا زمانہ انتظار کے بعد بھی ان کا
گولی تھیں تھیں۔ دوسری طرف ڈاکٹر پرست پریشان
کے آرش کا بی بی کی مورچے تھیں کیا آ رہا تھا بکلا اس
کی خدمت میں اضافہ ہو رہا تھا۔
"بیٹا سولو آپ اپنے پاپا اور میری کو نفاہ کو دیکھ
مصلح ہمارے ہاتھوں سے نکل چکے کتا ہے سہ
خار خد اکل سے کتا کر اسے ہاتھ وہ بے امتیاز ہو کر

رو دی: بیکھو گھر پر گورنر کے پاس چھوڑ کر آئی
تھی۔ اسی وقت باہمی اور میری پریشان حالت کا پتہ
کے اختتام پر گورنر کی توجہ دو کر گئی سے پلٹ گئی۔
"مئی آرش کو جھپٹا اسے کیا ہوا ہے: وہ
میرے ہی ہے: وہ میرے روتھو پڑا ہے اس
کہ اہ دفعہ فرحان بیکہ کر گئی۔
"ایزی سولو: ایزی: زبانی سے مشکل یا نفاذ
ادا کے رہی روئے گئی تھیں۔ وہ غری سے ڈاکٹر
کی طرف بڑھے۔ اور ان کی زبانی اس کی حالت نہ
کی طرف دیا اس کا ہم دونوں کو اچھا سا تھیں قید
کر گیا۔
"کیا ہم اسے مل سکتے ہیں۔ دیکھو کہ میں
مجھے ترس کر ہوا چھوڑا۔
"نہیں جوابی: آپ اس کا وقت صرف اس کے
لے دیکھ کر میں والدین کی دعاؤں میں بہت
اثر ہوتا ہے: غصہاں ماں کی دعا تو قدرت ہی نہ
نہیں کرتی: وہاں میں دوسرا دے کر داپس لوٹ
تھے۔ پاپا اور میری شستہ قبول سے بیچوں پر مجھے
کئے۔
"مگر میری کھلی میں آنا آخر اس کی بات ہو
گئی کہ کرش نے تھنا تیریں کیا ہے اسے: تھنا
مئی اس کی اس حالت کا تھنا دیکھنا ہے؟ اس نے
اسے صوبت کے تھنا تیریں سے کھپ کر گئی تھی
ہاں کا جواب دے کر سولو کا تھنا ہلا کر کچھ
رہی تھی۔ انہوں نے پیٹھ سے لڑ پائی نظروں
سے شوہر کی طرف دیکھا جو دلاوا تکلیف پر لے
لے کھڑے تھے۔
"تھنا ہے سب تو نہیں جانا تھا۔ آرش کی
زنگی کے طرہ کر تو ان کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔
بڑھو ہوا تھا انہوں نے اس کی زندگی کی فیصلہ
اپنا رضا اور باہمی مادی سوچ کے مطابق کر ڈالا
تھا مگر اس کا یہ تھنا بیکہ گایہ تو ان کے وہم گمان
میں نہیں تھا۔
"جائیں ترس کر ہو گیا: یہ میری سولو کو جواب
دینے کے بجائے خود روئے گئے۔
"بیڑہ خانہ: خود کو کھو جھو۔ میں باہمی بیٹی کے

لے بیڑے سے بڑا ڈاکٹر کر دیا گا۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ پاپا ان سے کبکرتی سے اندر کی طرف بڑھ گئے۔

مگر مسند ڈاکٹر پاکی میں مکمل سہولت کا نہیں تھا بلکہ اصل معاملہ تو آتش کا تھا جو بھر گزرتے لے کے ساتھ تیزی سے خواص جھوٹا قیامی جلی کی ڈاکٹر کو سخت پریشان تھے کہ خود کو شک کا ڈھکیل تھا۔ یہ نہیں کر رہی تھی گویا اس میں زندہ رہنے کی امکان ہی پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ قوتِ مافت کوئی رہا نہیں دے رہی تھی اس کی۔

بے وقت نہ تھا قوتِ مافت کوئی بھی پایا ہوا سوا وصال کے دل سے چھوٹتا جو بھر گزرتے لے کے ساتھ خود بھی نامیہ ہوئے جا رہے تھے۔

نہیں میرے خدا بہت سخت سزا ہے مجھے میرے قصور کی پاداش میں اپنی جی سے دنیا گز میں جاتا ہوں کہ میں نے ظلم کیا ہے اپنی بیٹی پر مگر تو بڑا بخور الرحیم سے میری غفلت کو ماف کر دے اور بارِ عالمین۔ میری اس کی کو مٹ دے دے۔ تاہم میں خود دولت کے ترک نہیں بھی کی آج نہیں بچتے تھے آج خدا کے حضور کو گرا رہے تھے۔

بلیگر فغان تاہم بھی مسئلہ پر بھی خدے غزول سے اٹھنے کی ہوں کی مغفرت کا بھی نہیں ہوا والد کی قیمت نے انہیں ایسے درد سے آشنا کیا تھا جسے وہ بھی نہیں نہ جان سکتے تھے۔

آتش کی زندگی لوٹا دے میرے مالک۔ میرا سر کی خواہش کو بھر بھی نہیں دے رہیں گی۔ وہ دنیا میں اب بھی جاکے غور و خیرت کے دلائل سے باہر نکلی تھیں۔ آج انکی وہی دولت ہم کی رہے اور تعلق میں وہ دنیا کی ولادت خوشیوں کووند تھی نہیں اسکی دولت تھے انہیں اپنی جی کی زندگی دینے سے مخدوش کیا ہو کر رہی تھی۔ یہ انہوں نے خدایاں لیا تھا وہ ان کے کسی کام کی نہ تھی۔ آتش کو دوسے زیادہ دعا کی ضرورت تھی۔ اب اونٹ پھاڑے پیچے آ رہا تھا۔ تاہم جن اور

ٹھیک ٹھیک کر سیت رہا تھا۔ ہرگز نہ تاپا بلایوسی اور اس کو یک وقت ہم دنیا نہیں متناظریت میں مبتلا کر رہا تھا۔

کچھتے ہیں دل سے نکلی ہوئی سبب سبب ہوتی ہے جیسا کہ بھی کوئی کوہولت کا بھی ہوتا ہے جانے کون سی بات تھی مگر تیسرے روز کی طرح طوط ہوئے سے پہلے کا وقت تھا جیسا کہ سنے دارا ساکس کر رہی ہو کر لٹا تھا۔

تاکہ ان کی زندگی قوتِ مافت قابل دہی ان کی خوش رنگ لالی تھیں۔ سب کی دعا میں دائر ان ہوتے تھے کچھ تھی۔ رحمت خداوندی کو ناپہنچے ہوئے لوگوں پر ترس آ گیا تھا۔ رشی دراز ہونے کے بعد ذرا سا جھٹکا ان کی انہیں کھول گیا تھا۔ اب وہ مراب اور محقق کے مابین فرق کر چکے تھے۔ دیکھو وہ اصول نہیں انہیں اصل خوشیوں اور حقیقی مسرتوں سے دور کر رہا تھا۔ حالات کے ایک ہی وار سے لوگوں ان کی کردی عیاں کر رہی تھی۔

والد تیرا لالہ لالہ کر دے۔ جی ہاں اس خبر کے ساتھ ہی خود خوشیوں تک گئے۔ سو تو لوہو دل کی آنکھیں بھی تھیں کے آسٹوں سے لبریز ہو گئی تھیں۔ اگر آتش انہیں لیل نہ دیکھ لیتی تو شاید خوشی سے ہی مر جاتی۔

جس وقت اسے یاد آیا اس کے ارے گردو گی لوگ تھے۔ ڈاکٹر نے اسے اس کا لیل و نیو نیو کیا کہ اور بچہ مر گیا کہ جلد میں دیا پاپا کی اوس نے چاروں جانب تقابوت سے نکل دوڑا تھا۔

سب کو دیکھتے۔ ولدی اتان کی پاپا سو تو عادل، خیرین، جبرین، جی جان بھی تھے جیو بیہم اور طاہر، بابر، سب ہی تو تھے۔ اس کے اندر نہ کسی سرخ رسی کی اثری بھی رہتی تو وہ کبھی نہ محسوس کر دہ کیاں ہے اور جب میرے جیسے جیسے محاسن ہوتے تو سارے مغز کی غم کی طرح انہیں محسوس تھے۔

اور اس نے کرب سے آنکھیں بند لیں۔ رشی میری جان دے مٹی سے اس کا ماتھا چڑھا لیا۔

دن کی گرمی آج سے پہلے مرتبان کے سر میں گھس

چاہے یہ دولت میری جان لے لیتی وہ کھلے
ہوئے بولی۔
اللہ نہ کرے : داری امتان شریک گئی : اللہ
تبارک و تعالیٰ جو میری جان : اسکی باتیں منے
نہیں نکلتے : اس نے خاکی لغووں سے میری پایا
کو دیکھا۔
میں اور تمہاری حق سے شرمندہ ہیں بیٹا۔
اللہ تعالیٰ نے تو میں نے نہ کی دوبارہ دے کر میں
معاف کر دیا ہے اب تم میری اپنے غایت اندیش
والدین کے قصور کو بخلا دیا : پاپائے سنگین سے
میں کیا تو وہ کوئی غلطی۔
غییب پاپا پیڑ لے نہ نہیں : آپ کا یہ غلطی
کا احساس ہو گیا ہے بہت ہے : انا کو یہ باہمی :
بفضل اس نے اپنے غییب کی خوش کرتے ہوئے تمہا
مگر میں نے اسے نہ ہی سے خاتم کرنا دیا۔
تمہیک یو فیر : وہ دونوں کی انھیں مرتے سے
بیگ کر گئی۔
اسے لولہ کا پیسے ملے دھوپ سے اپنا مک
وہ سائے لگا آؤ۔
وہ لے میں لگاؤ کے اور بھی بہت ہے فریٹ
تھے مگر تیار فیل صاحب فرماں ہونا ہے سنت نرا
لگا ہے : نوراد و غیر طریقہ تھا : شرمین نے اسے
جنت سے گھرا۔
بہت پریشان کیا ہے تم نے کرش : ایمان سے
ساری برہانیں چھوڑ کر دوا لیا کیا ہوں میں :
باہر سے دہانی دی۔
ایچھا ہوا : ہر وقت کہنا کرانے رستے تھے :
اس کی ادنیٰ غلطی کوٹ آئی تھی سب اس کے
اور گردے ہوئے تو وہ میری باوجود کوری سے
بننے لگے لگی۔
دو تین دن تک وہ اپنے بیٹک ہی ممدو
رجی : جینک دواؤں کے زیر اثر ترقی رہی تھی دانا
اور کی اس کے باہر میں اور جب جان گیا تو
وہ چاروں بل لولہ دے : اس طرح ان کی بی بی میں
اسے ملازما نامی : چاہا اور عدل بھائی کی قریب ملتی

شفقت اور توجہ سے تمام شکایاتیں حریفانہ
کی طرح مٹا دی تھیں۔ بہت ساری باتیں تھیں جو
اکثر وہ نہیں میں : اس وقت سارے زخموں کے
لٹائے کھٹے چھانے تھے مگر جلد ہی اسے ارگرد
پچھلے جیتوں کے مہربان ملے : اسے سہیت کر دیا
کی داری سے نکال لے جاتے۔
سوئے : اس نے میگزین ایک طرف رکھنے
سوا کو لکھا۔
ہوئی : وہ متوجہ تھی۔
میر جلال نے تھے کھٹے دیکھنے : آہنگی سے
سوال کیا : سولنے قد سے ٹک کر اسے دیکھا۔
نہیں : تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد
بالآخر اس نے یہ کہہ دیا۔
کیا انہیں بتا تھا کہ ہے : اس کے انداز میں
کر دینے کو خوش کر رہی تھی۔
ہاں : انہیں انعام کر دیا تھا میں نے بگلاؤں
سے ہاں : اس کے زہمت گوارا نہیں کی : اللہ علی
ان کا خون آقا تھا گھر پر لپا کے پاس : سولنے کی
آنکھوں میں غصہ تھا۔
تھوڑا :
ایک سیز کر رہے تھے کہ مصروفیت کی وجہ سے
آہیں کا جوابا اپنے آہیں کھ نہیں کیا میں
اوکے کہہ کر خون کھ دیا : وہ تیار ہی تھی وراثت
پاپا کو اس کی ضرورت تھی نہیں کر وہ
میں آتھیں اور ہمتا سے سارے ایک عدد کے کا
افزا کر کے بیٹھتے تھیں : سولنے کے بچے نگران
پر لے بیٹھتی۔
تم جی رہی ہو : آئی سو میری راول جاتا ہے
کر میں اس شخص کو شہت کر دوں :
کیوں : وہ سوالیہ ہوئی تو سونو چسپی جو
گئی : وہ حرف اس لے کر انہوں نے مجھے دھوکا دیا
مگر یہ غریب میں تو انہوں نے کیا کے ایما پر کیا
تھیں اگر نہ ہدف میں ہی میں ہوتا تو میری جی جاننا
میں اختیار کر دیا : سو سوا اس کی پیروی بات
پر نظر ہی چرا کر رہ گئی۔
وہ دوا لیا : انا تو کافی بہتر ہو چکی تھی چاہا

نے اس کے لیے جتنی محنت کا انتظام کرنے کا سوا
اور ابھی ابھی میں اسے کارڈ تھا کر لگی تھیں کہ
جس کو چاہے ملائے۔
کس کو ملاؤں : اس نے نہ ہی کارڈ کو لٹ
پلٹ کر دے دیکھا۔
سہان علی گردیزی : جو نام سب سے نیلے
اس کے ہوں پرے آواز ابھرا وہ اسے چونکا سا
گیا۔
سہان علی کا تم اب تک بے خبر ہو میرے ساتھ
گزر رہے ہوئے حالات کی شرمین کی زبان میں تھے
نہیں سے : تم کہتے دیکھنے تک نہیں : کسے کیا تھی
تمہاری جانت۔ تمہارا انتظار : چلیں لیکن پانی
کے پوچھ سے باور ہی پچھتے تھے : اس نے شرمین
دروازے پر دستک دے کر اندر چل آئی اس نے
آسواں کر رہے۔
ہاں تو اب بتاؤ کہ کس کو ملے گا ارادہ ہے
اس کے غریب ہی کا پر پ پچھتے ہوئے اس نے
سوال دیا۔
کسی کو نہیں : جواب آیا۔
کیا : کیا شرمین اسے فورے چنی کر اسے
اس کے لیے پر ہاتھ رکھنا چاہا۔
کیا یہ گردیزی سے شرمین : اسے غصہ آیا۔
یہ بدتریزی نہیں اتنا جتنا تھا : اس نے اس
کا ہاتھ پر سے دھکیلا : کوئی نام تک ملانے سے
انکار کیا ہوا۔
افقہ : میں نہیں نہیں کر رہی : ہر میری طرف
کے کسی کو بھی ملانے کی ضرورت نہیں ہو پاپا ہی خود
دیکھ لیتے گے : وہ نہ زار ہوئی جاری تھی
کسی کو بھی نہیں : شرمین کی آنکھوں کی تیزی
تھی۔
ہاں : وہ بیٹھ گئی۔
پچھلے انہوں کی بات سے کہتے ہی لوگ تھے
آئے نہیں دیکھتے آئے اور اب صمت مند ہو گئی
تو انہیں کوئی بھی ہو جی طرح : اس نے اسے سلامتی
ظنوں سے گھرا۔
کیا مطلب :
سہان علی کا تم اب تک بے خبر ہو میرے ساتھ
گزر رہے ہوئے حالات کی شرمین کی زبان میں تھے
نہیں سے : تم کہتے دیکھنے تک نہیں : کسے کیا تھی
تمہاری جانت۔ تمہارا انتظار : چلیں لیکن پانی
کے پوچھ سے باور ہی پچھتے تھے : اس نے شرمین
دروازے پر دستک دے کر اندر چل آئی اس نے
آسواں کر رہے۔
ہاں تو اب بتاؤ کہ کس کو ملے گا ارادہ ہے
اس کے غریب ہی کا پر پ پچھتے ہوئے اس نے
سوال دیا۔
کسی کو نہیں : جواب آیا۔
کیا : کیا شرمین اسے فورے چنی کر اسے
اس کے لیے پر ہاتھ رکھنا چاہا۔
کیا یہ گردیزی سے شرمین : اسے غصہ آیا۔
یہ بدتریزی نہیں اتنا جتنا تھا : اس نے اس
کا ہاتھ پر سے دھکیلا : کوئی نام تک ملانے سے
انکار کیا ہوا۔
افقہ : میں نہیں نہیں کر رہی : ہر میری طرف
کے کسی کو بھی ملانے کی ضرورت نہیں ہو پاپا ہی خود
دیکھ لیتے گے : وہ نہ زار ہوئی جاری تھی
کسی کو بھی نہیں : شرمین کی آنکھوں کی تیزی
تھی۔
ہاں : وہ بیٹھ گئی۔
پچھلے انہوں کی بات سے کہتے ہی لوگ تھے
آئے نہیں دیکھتے آئے اور اب صمت مند ہو گئی
تو انہیں کوئی بھی ہو جی طرح : اس نے اسے سلامتی
ظنوں سے گھرا۔
کیا مطلب :
سہان علی کا تم اب تک بے خبر ہو میرے ساتھ
گزر رہے ہوئے حالات کی شرمین کی زبان میں تھے
نہیں سے : تم کہتے دیکھنے تک نہیں : کسے کیا تھی
تمہاری جانت۔ تمہارا انتظار : چلیں لیکن پانی
کے پوچھ سے باور ہی پچھتے تھے : اس نے شرمین
دروازے پر دستک دے کر اندر چل آئی اس نے
آسواں کر رہے۔
ہاں تو اب بتاؤ کہ کس کو ملے گا ارادہ ہے
اس کے غریب ہی کا پر پ پچھتے ہوئے اس نے
سوال دیا۔
کسی کو نہیں : جواب آیا۔
کیا : کیا شرمین اسے فورے چنی کر اسے
اس کے لیے پر ہاتھ رکھنا چاہا۔
کیا یہ گردیزی سے شرمین : اسے غصہ آیا۔
یہ بدتریزی نہیں اتنا جتنا تھا : اس نے اس
کا ہاتھ پر سے دھکیلا : کوئی نام تک ملانے سے
انکار کیا ہوا۔
افقہ : میں نہیں نہیں کر رہی : ہر میری طرف
کے کسی کو بھی ملانے کی ضرورت نہیں ہو پاپا ہی خود
دیکھ لیتے گے : وہ نہ زار ہوئی جاری تھی
کسی کو بھی نہیں : شرمین کی آنکھوں کی تیزی
تھی۔
ہاں : وہ بیٹھ گئی۔
پچھلے انہوں کی بات سے کہتے ہی لوگ تھے
آئے نہیں دیکھتے آئے اور اب صمت مند ہو گئی
تو انہیں کوئی بھی ہو جی طرح : اس نے اسے سلامتی
ظنوں سے گھرا۔
کیا مطلب :

مطلب کہ تمہاری کلاس فیروز آئیں : کچھ آگیا
کے طبقہ احباب کی بیانی بھی ورنہ کسے نہیں
کے علاوہ بڑے بڑے لوگ آئے مگر تم ان کو
افواہ کر کے قابل کی نہیں لیتے :
ان سب کو تم ہی خود کارڈ خرچ دیں گے :
ترد کر کے ضرورت نہیں :
مگر ایک نام ایسا ہے جسے تمہارے کارڈ
کا ہی انتظار ہو گا یکدم ہی شرمین پر اسرار ہے
پچھتے تھے۔
نہیں : وہ پوچھے نہ اندر کی۔
اپنے دل سے پوچھو : شرمین نے معاف دین
پچایا۔
میرے خلد : دل کا دھوکوں میں سہان کے
نام کا شور مچا گیا : افقہ اب بھی چٹکیوں سے لچکا
رہی تو جگہ : کر شرمین کو ایک ہاتھ ریکارڈ
نہیں سہان بھائی کی بات کر تھی : شرمین
نے کوئی نظر ہی اس کے چہرے پر نہ کر دیا : اس
کے چہرے پر ایک سادہ سا کرگزر گیا
انہیں بلانے کی ضرورت نہیں جو شخص میری
براری کے متعلق جان کر بھی اتنا سے س رہا ہے
اسے میری موت یا بے سے بھی کوئی غرض نہیں ہوئی :
اپنے خود کو بھول گیا۔
ہوں : تو کوئی تم کو ان سے شکایت ہے :
شرمین نے سوال کیا : ویسے ایک غلطی کا قول ہے
کر شکایت ہوتی اپنوں سے ہوتی ہے : اور وہی بھائی
تمہارے :
فعلوں کو اس مکر : اس نے ٹیکہ لٹایا
تو وہاں شرمین ہو گئی۔
ویسے تمہاری اطلاع کے لیے سہان بھائی
پوچھتے : ایک پچھتے کو ہی قیام کر کے گئے ہیں اور
اس دوران تمہاری قیادت میں باقاعدگی سے کی
سہا ہوں ہے :
ہاں : وہ حیران رہ گئی : مگر کہ :
تقریباً روز ہی وہ ہمارے ساتھ جاتے تھے
مگر چونکہ سہا لفظ ہی میں موجود ہوتے تھے لہذا
وہ باہر سے ہی نہیں دیکھتے تھے : وہ مزے سے

بتا رہی تھی۔ جبکہ آرش پر شادی مرگ کی کیفیت طاری تھی۔ ویسے انہوں نے ہم چاروں بیکد آپ تو سونو سے بھی اپنا سیکرٹ شیئر کر لیا ہے۔
 "کون سا سیکرٹ؟" "تفکر سے گہرا کر سوال کیا۔
 "وہی گرسے ڈائری والا۔" "شرمین نے یوں کہا جیسے وہ گرسے ڈائری کی تمام کہانی جانتی ہو۔
 "کون سی گرسے ڈائری؟" "انجان نئے ہوئے اس نے پوچھا تو شرمین کے لبوں پر ٹھہری سکراہٹ گہری ہو گئی۔

"وہی جسے تم نے بڑھ کر غلط جگہ پر رکھ دیا تھا اور بیڈی سے واپس آنے پر جب سمعان بھائی نے ہم سے پوچھا کہ ان کے کمرے میں کون گیا تھا تو ہم نے جھٹ تہہ نام لے دیا۔" اس نے گویا دھکا کیا۔ دراصل ہم سب ان کے کمرے میں جاتے ہی نہیں تھے وہ شروع ہی سے ایسے ہیں اسی لیے تو ہمارے گھر کتنے براہمی نہیں تھے۔ اپنی پرائیویسی میں دخل درمقولات انہیں بہت گراں گزرتا ہے۔
 "مائی گاڈ! اس نے سرد و دلوں ہاتھوں سے تمام لیا۔

"ویسے سونو نے زبردست کام کیا ہے۔ اس نے نکل اور آئینی سے کہہ دیا ہے کہ اب تمہاری زندگی میں حرف اور حرف ایک ہی شخص رنگ بھر سکتا ہے۔
 "کیا؟ وہ بولہ مار کھڑی ہو گئی۔ انکشاف و انکشاف اسے بدحواس کیے دے رہے تھے۔

"اور وہ ہے سمعان علی! سونو نے دروازے سے اندر آتے ہوئے ہانک لگائی۔ اس کے پیچھے چھ طاہرہ بابا اور عادل بھی تھے ساتھ میں عزیز بیگم خانہ اٹھائے چلی آ رہی تھی۔

"یہ سب کیا ہے؟" وہ ٹیڈی تھی۔ عادل کے سامنے جس مزے سے سونو نے سمعان کا نام لیا تھا وہ طرح بے طرح شرماتی تھی۔

"مائی ڈیر بابا ہمارے خالہ جان اور امی جان انکل تائش اور آئی فرجائن سے تہارا اور سمعان بھی کا مقدمہ لڑ رہی ہیں لگان غائب ہے کہ فیصلہ جلد ہی ہمارے حق میں ہو جائے گا۔" ممبرین نے

برقی کانکرو اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔
 "انشاء اللہ! سونو نے اسے گلے سے لگالیا۔
 عادل کا ہاتھ اس کے سر پر رک گیا تو وہ بے ہمتی سے ہی رو دی۔

"ارے ارے یہ کیا بد شگون کی ہے تم نے؟" شرمین اور بابا چلے گئے۔

"میرا خیال ہے کہ آرش کو بہلا فیصلہ پسند نہیں آیا۔ ظاہر ہے شرارت سے لہو کہر بندہ بنا کر کہا تو وہ جیسے سے سراٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

"ہے نا؟" عادل نے بھی طاہرہ کا ساتھ دیا تو نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی گردن نفی میں ہل گئی۔
 سب کا زبردست توجہ پڑا اپنی اس غیر اہمیت کی سی حرکت پر وہ چل سی ہو گئی۔

"جیو بابا! ان سب نے اسے کھنچا۔ وہ لوگ باہر آئے تو ڈرائنگ روم سے نئی آوازیں آئیں گان کو یقین میں بدل رہی تھیں کہ بابا اور امی کا فیصلہ اس کے دل کی خواہش کے ہم آہنگ ہو گیا ہے۔
 "بڑا۔" وہ سب اسے چھوڑ کر اندر کی جانب یک لگے۔ اور وہ بابا کھڑی حالیہ واقعات کی کڑیاں ملا تے ہوئے دل کی دھڑکنوں پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی۔ مگر جلد ہی مائوس قدموں کی آہٹ اس کی پشت پر ابھری تو دل ایک مرتبہ پھرا پچا رتار بھول گیا۔
 "آرش! سمعان کی آواز اس کا واہمہ نہیں تھی وہ مثنیٰ انداز میں گھوم گئی۔

"آپ؟" حیرت سے اسے دیکھا خوشی و اطمینان اسے غلط عروج کو چھو رہے تھے۔ سمعان کے لبوں پر شجاعت و غریب تبسم اسے بے خود کر گیا۔

"ہاں میں بہت لمبی مسافت کے بعد یہاں تک پہنچا ہوں۔" کموائے میرا ساتھ دینا ہے۔ آنکھوں میں جھپٹوں کی دھپ جھلنے وہ سوال کر رہا تھا۔
 ایک لمحے کے لیے آرش نے اندر سے آتی ہوئی آوازوں کو مٹا اور جھکتے ہوئے اپنا سر اثبات میں ہلا دیا۔